



تراویح میں بسم اللہ سے متعلق رائج قول کو بیان کرنا

وصف الرزق فی بسمۃ التراويح

۱۴۳۲ھ

تصنیف لطیف :

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

وصف الرجیح فی بسملۃ التراویح

(تراویح میں بسم اللہ سے متعلق رائج قول کو بیان)

(ختم تراویح میں ایک بار جہر سے بسملہ پڑھنے کا بیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ازادہیں، مکان میر خادوم علی صاحب اسسٹنٹ، مدرسہ حاجی ملا محمد یعقوب علی خاں صاحب

۲۶ ربیع ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں تمام بلاد ہندوستان میں کہ سب اہل سنت و جماعت بفضلہ تعالیٰ اُخفی المذہب ہیں ہمیشہ سے یہی رواج دیکھا سنا کہ تمام حفاظ قرآن تراویح میں بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں کسی نہ کسی سورت پر بس ایک بار آواز سے پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ پیدا ہونے کے اس میں بہت جھگڑا اٹھاتے ہیں نزدیک اس کا رسالہ مرسل خدمت والا ہے باتباع دو مولویوں گنگوہی و پانی پتی کے دعویٰ کرتا ہے کہ تراویح میں بسم اللہ بالجہر ہر سورت کے سرے پر یا سوا سورہ برأت کے از بس لازم ہے ورنہ ایک "سوتیرہ" اور کبھی کہتا ہے ایک سوچو وہ آیت کا نقصان لازم آئے گا، بسم اللہ کا جزویت اور غیر جزویت ہونا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک ترازا منقول ہے حنفیہ کے نزدیک بھی علی سبیل القطع والتواتر ہے متفق علیہ، بلکہ اجماع امت متفق ہیں عمرو نے اس جہر سے انکار کیا، اس پر زید نے اُسے کہا جسوئل نفسانی منہک سیأت کے ہوا اور تخریب دین محمدی میں کر باندھ کر اصول و قواعد وغیرہ سے برطرف ہوا، اس رسالہ میں ایک عبارت اور دو فتوے مولویین مذکورین سے نقل کئے صفحہ ۵ پر لکھا قاری عبد الرحمن صاحب پانی پتی تبیین الضاد ترجمہ تحفہ تذریب میں فرماتے ہیں جان لو کہ جب اہل قراءت کا اس امر میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جزو ہے یا نہیں، پس تمام قرآن کو تراویح میں پڑھنے

والے پڑھو ان قاریوں کی قراءت پڑھے جو بسم اللہ کو ہر سورت کا جزو جانتے ہیں واجب ہے کہ بسم اللہ کو ہر سورت کے سرے پر پکار کر پڑھے ورنہ ختم قرآن مجید میں سے اس کو ایک سو چودہ آیتوں کا کم کرنا اور ترک کر دینا لازم آتا ہے اور جائز نہیں ہے، ان شہروں میں جہاں کے اکثر باشندے حنفی مذہب رکھتے ہیں اس کے خلاف دستور ہے، پس معلوم نہیں اس ترک و غفلت کا کیا سبب ہے فقط صفحہ ۱۰ پر لکھا استفتاء مولوی رشید احمد گنگوہی، بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا تراویح میں مضائقہ نہیں اور نماز میں اس سے کوئی قیاحت نہیں ہوتی یہ بھی قرا کا مذہب ہے اگر حضرت شخص کی اقتدار کو درست و مقبول ہے اور جو حسب مذہب حنفیہ نہ پڑھے تاہم کوئی حیب نہیں سب حق پر ہیں سب کے مذہب صحیح و درست ہیں لیکن حفاظ قرآن مجید کو لازم ہے کہ پڑھا کریں ورنہ بموجب فتاویٰ مولوی عبدالرحمان صاحب کے عند الخفص ختم میں نقصان رہے گا فقط واللہ اعلم کتبہ رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۱۰ پر لکھا استفتاء قاری عبدالرحمن مٹا پانی پتی، زمانہ قراءت سب سے گزرا نہ اجتہاد و عمل بالسنن کا تھانہ تابعین کا تھا اور مذہب مسائل اجتہاد یہ میں ہوتا ہے نہ منقولہ میں اور مدار قراء کا فقط روایت و صحت پر ہے اور قراء سب اپنی اپنی قراءت کی روایت صحیح رکھتے ہیں اس میں دخل مذہب کو نہیں ہے لہذا قراءت میں کسی اہل ہوا کا خلاف نہیں ہے، اللہ مذہب تا زمانہ قراءت محتاج الیہ و محصور نہ تھے بلکہ بعد قراء کے تھے اللہ قراءت کو پوچھنا کہ کیا مذہب رکھتے تھے حق ہے بعد صحت روایت کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھر حاجت کسی مذہب اور کسی اجتہاد کی نہیں ہے اذ اصحاب الحدیث فہو مذہبی (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔) قول اصناف کا ہے جب ملے صحت روایت پر مذہب اربعہ میں ہوا پھر جو کوئی کسی مذہب کا کسی قاری کی قراءت پڑھے گا اس کی قراءت میں جو ہو اس کی اتباع کرے جو کہ امام ماصم کی قراءت میں بروایت شخص بسم اللہ درمیان ہر دو سورت کے ثابت ہے روایت اور کہیں حنفیہ کی کتب میں مخالفت قراءت ماصم و خفص کی استنباطا واقع نہیں ہے تو تراویح میں بسم اللہ پڑھنا جب نہ ہوا والا پورا ختم روایت خفص میں نہ ہوا فقط واللہ اعلم بالصواب، العبد عبدالرحمان عفی عنہ، صفحہ ۱۱ پر لکھا صلوة مفروضة میں ختم مقصور نہیں اسی لئے وہاں جہر لازم نہیں وہاں اتباع ابوحنیفہ کا چاہئے اور تراویح میں مقصور ختم کا قرآن ہے وہاں اتباع قرآن مجید بسم اللہ کو جہراً پڑھنا ساتھ تاکہ کے جائز ہے ورنہ ختم میں نقصان لازم آتا ہے چنانچہ یہی تحریر خاکسار نے بار بار قاری عبدالرحمان صاحب کی زبان بھی سنی ہے۔ اب غلط سے عرض ہے کہ یہ بیانات و فتاویٰ صحیح ہیں یا غلط اور یہاں مذہب حنفی میں کیا حکم ہے؟ بینوا تو جودوا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله سرادجہارا و لیل و نهارا حمداً سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آہستہ اور بلند دہن اور

کبار اداۃ واکثرا والصلوات السامیة
والنجات النامیة علی من سن فی الصلوة
اسرار القسمیة وعلی الہ وصحبہ النفوس
الحامیة لبیضة السنة من الغوغاء العامیة
امین امین یا ارحم الراحمین۔

رات کو بڑی حدیں اور زیادہ، بلند درود اور اونچا
سلام اس ذات پر جس نے نماز میں بسم اللہ کو آہستہ
پڑھنا سنت فرمایا اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ
خالص سنت کو عوام کے شورش سے محفوظ رکھنے
والے ہیں آمین آمین یا ارحم الراحمین۔ (ت)

بسم اللہ شریف کا تراویح میں ہر سورت پر جہز مذہب حنفی میں لازم و واجب ہونا محض بے اصل و
باطل صریح اور خفیہ کرام پر افتراء قبیح ہے تحصیل سنت ختم فی التراویح کے لئے صرف ایک بار کسی سورت پر
جہز کرنے کی ہماری کتب میں صاف تصریح ہے ذیہ ہے علم اور اس کے دونوں قیوہوں کی تحریر سر اسر ہے تحریر و
غیر صحیح ہے، مسلم الثبوت میں ہے،

البسلة من القرآن آية فتقرأ في
الختم مرة۔

یعنی بسم اللہ شریف قرآن عظیم کی ایک آیت ہے
تو ختم میں ایک بار پڑھی جائے۔

ملک العلماء بحر العلوم اس کی شرح فرائح الرحمن میں فرماتے ہیں،

علی هذا ینبغي ان یقرأها فی التراویح وبالجملة
مرة ولا تتأدی سنة الختم
دونها۔

یعنی اس بنا پر چاہئے کہ بسم اللہ شریف تراویح میں
بہرے ایک بار پڑھی جائے بے اس کے سنت
ختم ادا نہ ہوگی۔

شرح مولانا ولی اللہ میں ہے،

من قال بكون البسلة جزء من القرات
من غیر تعیین المہل او بجزئیہا لہ
فی اول کل سورة قال بوجوب قراءتها
فیما یختم فیہ القرآن من الصلوة
کالتراویح الا ان الجماعة الاولی تقول
بوجوب قراءتها جہراً مرة والثانیة

یعنی جو علماء بسم اللہ شریف کو جزو قرآن مجید مانتے ہیں
خواہ بے تعیین محل (جیسے علماء حنفیہ وغیرہم) یا یوں
کہ ہر سورت کی پہلی آیت ہے (جیسے علماء شافعیہ)
ان سب کے نزدیک جس نماز میں قرآن مجید کا ختم
کیا جائے جیسے تراویح، اس میں بسم اللہ شریف کا
پڑھنا ضرور ہے مگر ہمارے ائمہ و جہور علماء کے نزدیک

تقول بوجوب قراتها جہذا فی اول کل سورة
سواء البراءة یلہ

قراتھا مولانا عبد الحکیم انصاری میں ہے :

اعلوان التسمیة آية من القرآن كله انزلت
لفصل بين السور وليست جزء من
الفاصلة ولا من كل سورة فالقرآن عبارة
عن مائة واربعة عشر سورة و آية وهي التسمیة
فلا بد في ختم القرآن من قراءة التسمیة مرة
على حسب رواية سورة كانت وهذا كله عندنا على
المختار من آراء مختصرا

صرف ایک بار پڑھا اور شافعی مذہب میں سورۃ برأت کے
سوا ہر سورت کی ابتدا پر۔

یعنی بسم اللہ شریف سارے قرآن مجید میں صرف ایک
آیت ہے کہ سورتوں میں فصل کے لئے اتاری گئی نہ وہ
فاتحہ کی جُز ہے نہ ہر سورت کی تو قرآن عظیم نام ہے
ایک سو چودہ سورتوں اور ایک آیت کا کہ وہ بسم اللہ
شریف ہے پس ختم قرآن میں بسم اللہ شریف کا کسی
سورت کے سرے پر ایک بار پڑھنا ضرور ہے یہ سب
ہمارے ائمہ کا مذہب مختار ہے اور مختصراً

جواب مسئلہ تو اسی قدر سے ہو گیا مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ بیون رب قدیر جل جلالہ تحقیق حق نصح و تخلص قول
ریح کے لئے چند افادات عالیہ لکھے جن سے توفیقہ تعالیٰ احکام مسئلہ کو نور انکشاف اور ادغام باطلہ کو ظہور انکشاف
لے دے واللہ المعین وہ نستعین (اللہ تعالیٰ مدد کار ہے اور اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں۔ ت)

افادہ اولیٰ : بسم اللہ شریف کے باب میں ہمارے ائمہ کرام بلکہ جمہور ائمہ صحابہ و تابعین و فہمید جم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب حق و محقق یہ ہے کہ وہ کسی سورت قرآن کی جُز نہیں بلکہ گانہ آیت واحدہ ہے کہ تبرک و
فصل بین السور کے لئے مکرر نازل ہوئی۔ امام عبد العزیز بن احمد بن محمد بخاری علیہ رحمۃ الباری کہ اجلۃ ائمہ حنفیہ
ہیں کتاب التحقیق شرح حسامی میں فرماتے ہیں :

المصحیح من المذہب انہا من القرآن
لکنہا لیست جزء من کل سورة عندنا بیل
ہی آية منزلة للفصل بین السور کذا ذکر
ابوبکر الرازی ومثله روی عن محمد رحمہ اللہ
تعالیٰ یلہ

صحیح مذہب ہمارا یہ ہے کہ وہ قرآن کی جُز ہے مگر ہر
سورت کی جُز نہیں بلکہ یہ ایسی آیت ہے جو سورتوں میں
فصل کے لئے نازل کی گئی ہے یوں ابوبکر رازی نے ذکر
کیا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایسے ہی
مروی ہے۔ (ت)

لہ شرح مسلم الشہوت ولی اللہ

لہ قراتھا مولانا عاصیہ نور اللہ نوار
لہ کتاب التحقیق شرح حسامی

مطبوعہ مطبع علیی دہلی
۹ ص
۶ ص

امام محقق ابن امیر الحاج طبرسی فرماتے ہیں،
المشہور عن اصحابنا انها ليست بأية من
الفاتحة ولا من غير هابل هي آية من القرآن
مستقلة نزلت للفصل بين السورۃ

ہمارے اصحاب سے یہی مشہور ہے کہ بسم اللہ سورۃ
فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جز نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کی
مستقل آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے نازل
کی گئی ہے (ت)

علامہ ابراہیم طبری غنیہ میں فرماتے ہیں،
ان هذا هبنا ومذهب الجمهور ليست آية
من الفاتحة ولا من كل سورة

ہمارا اور جمهور کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ
یا کسی اور سورۃ کی جز نہیں ہے (ت)

امام ابو البرکات نسفی کنز الدقائق اور علامہ ابراہیم طبری ملتی الاثر اور علامہ محمد بن عبد اللہ غزی ترمذی تہذیب الاموال
میں فرماتے ہیں،

هي آية من القرآن انزلت للفصل بين السور
ولست من الفاتحة ولا من كل سورة

یہ قرآن کی آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لئے نازل کی گئی
ہے فاتحہ یا کسی اور سورۃ کی جز نہیں ہے (ت)

www.alaba.co.uk امام عینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

قال اصحابنا البسملة آية من القرآن انزلت
للفصل بين السور ليست من الفاتحة ولا من
اول كل سورة

ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ بسم اللہ قرآن کی آیت ہے
جو سورتوں میں فصل کے لئے نازل کی گئی ہے نہ تو یہ
فاتحہ کی جز ہے اور نہ ہی کسی سورۃ کا یہ اول ہے (ت)

اسی طرح بہت کتب میں ہے۔

اخلاص ثانیۃ : مجرد ذکر نزول ہرگز موجب تعدد نہیں در نہ قاطعاً تکرار نزول فاتحہ قرآن عظیم میں
دوسرے فاتحہ ماننے کو ان کے نزدیک فاتحہ مکہ معظمہ میں نازل ہو کر مدینہ طیبہ میں دوبارہ اتری۔ علامہ حسن طبری حاشیہ طبری

سہ طبعہ لعلی شرح غنیۃ الفصل

مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۰۶

سہ غنیۃ المستمل شرح غنیۃ الفصل بیان صفۃ الصلوۃ

دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۵/۱

سہ طبعی الاکبر مع فتح الانہر باب صفۃ الصلوۃ

مطبع مجتہدی دہلی بھارت ۶۵/۱

در مختار فصل اذا اراد الشروع فی الصلوۃ

ادارۃ الطباعة المنیریۃ بیروت ۱۲/۱

سہ عمدة القاری شرح صحیح بخاری خطبۃ الکتب

میں فرماتے ہیں،

تعدد نزولہا لا یقتضی تعدد قسائمتہا کیف و
قد قبل بتکرار نزول الفاتحة و لم یقل
احد بتعدد قسائمتہا۔

علامہ خضر کے حاشیہ تلویح میں ہے،

القول بتکرار لا یقتضی القول بتعدد دہا کیف و
وقد قبل الی آخر مامر۔

ولہذا علامہ بکرنے بحر الرئی میں فرمایا،

انہا فی القرآن آیة واحدة یفتح بها کل
سورة وعند الشافعی آیات فی السورة۔

بسم اللہ کے نزول کا تعدد اس بات کو لازم نہیں کہ
وہ متعدد بار قرآن کا جُز بنے، یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ
سورۃ فاتحہ کے نزول میں تعدد کا قول ہے لیکن فاتحہ کا
قرآن کے متعدد جُز ہونے کا قول کسی نے نہیں کیا (ت)۔

بسم اللہ کے تکرار نزول کا قول اس کے متعدد ہونے کو
لازم نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ سورۃ فاتحہ کے
بارے، الی آخر۔ (ت)۔

یہ بسم اللہ قرآن کی ایک آیت ہے اس سے ہر سورۃ کا
افتتاح کیا جاتا ہے، اور امام شافعی کے نزدیک یہ
ہر سورۃ کی علیحدہ آیت ہے۔ (ت)۔

اسی طرح قرآن اقرار سے بھی گزرا کہ وہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک تمام قرآن میں صوت ایک آیت ہے نہ یہ کہ
ایک "سورۃ" یا چودہ آیتیں ہوں اور جب آیت واحدہ ہے تراویح میں اس کی صوت ایک بار تلاوت ادا اسے سنت ختم
کے لئے آپ ہی کافی کہلا یا مخفی علی کل عاقل (کیسی عاقل سے مخفی نہیں چہ جائیکہ فاضل سے مخفی ہو۔ ت)۔
کرن جاہل کہہ گا کہ ایک آیت کو جب تک "سورۃ" نہ پڑھو ختم پورا نہ ہو۔

افادۃ ثالثہ بسم اللہ شریف کا جزو و سورت ہونا ہرگز ہرگز حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے متواتر ہونا درکنار ثابت کرنا دشوار اس کے تواتر کا ادا محض بہتان و افتراء بلکہ احادیث صحیحہ اس
کلید کے نقص پر صاف گواہ۔

محدث قسمۃ الصلوۃ و حدیث ثلثین آیة جیسا کہ تقسیم نماز والی حدیث، اور وہ حدیث جس سورۃ

۱۔ تہ حاشیہ علی التوضیح والتلویح حاشیہ ۲۵ متفق ص ۵۰ مطبوعہ منشی ذکثر کراچور ص ۵۵
۲۔ حاشیہ تلویح منہ خسر ص ۲۱
۳۔ بحر الرئی باب صفۃ الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۱۳/۱

للكلام وغيرها كما فصله العلماء الكرام في
تصانيفهم ولا حاجة الى ايرادها هنا فان
شهرة الكلام فيه اغنتنا عن اعادة متنه و
اطالة المقال بتذكارها -

ملک کی تیس آیتوں کا ذکر اور ان جیسی اور احادیث
جی کو علماء کرام نے مفصل طور پر اپنی تصانیف میں
ذکر کیا ہے یہاں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ اس بات کی شہرت نے ہمیں یہاں ذکر کرنے
سے مستغنی کر دیا ہے نیز ان کے ذکر سے بات لمبی ہوگی۔

اقادة رابعة، یعنی اُس پر اجماع اُمت کا بیان افراد بہتان، بلکہ علماء فرماتے ہیں صحابہ کرام
تابعین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع تھا کہ بسم اللہ شریف جس سورہ میں قول جزئیست اُن کے بعد
حادث و نو پیدا ہوا، سیدی فقیہ مقری علی نوری سخا قس حیث النفع فی القراءات المسبوع میں فرماتے ہیں،

یٰتب ہے جب ہم یہ کہیں کہ بسم اللہ آیت نہیں اور
فاتحہ اور کسی سورہ کی جز نہیں اور یہ صرف متساں میں
برکت کے طور پر لکھی گئی ہے یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی
عادت کو یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام کتابوں میں بسم اللہ
سے ابتدا فرمائی لہذا سورہ فاتحہ کے ابتداء میں بھی ذکر
فرمائی اور باقی سورتوں کے ابتداء میں صرف سورتوں کے
درمیان فصل کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
دو سورتوں کا فصل بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نازل ہونے
پر معلوم کرتے تھے، یہی امام مالک، ابو حنیفہ، ثوری
کا مذہب ہے، اور امام احمد وغیرہ سے یہی بیان کیا گیا
ہے، اور امام مکی نے اسی کو اپنی کتاب کشف میں اپنایا
ہے اور فرمایا کہ یہی وہ ہے جس پر صحابہ و تابعین کا
اجماع ہے، بسم اللہ کے بارے میں کوئی اور بات
اس اجماع کے بعد نئی چیز ہوگی، اور قاضی ابوبکر بن
طیب بن باقلانی مالکی بصری نیز بقادسی نے اس
کی مخالفت کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور یہ

هذا ان قلنا ان البسملة ليست بأية ولا
بعض آية من اول الفاتحة ولا من
غيرها وانما كتبت في المصاحف للتيسير
والتبرك او انها في اول الفاتحة لا ابتداء
الكتاب على عادة الله جل وعز في ابتهائه
كتبه وفي غير الفاتحة للفصل بين السور
قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كانت
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يعرف
فصل السورة حتى ينزل عليه بسم الله
الرحمن الرحيم وهو مذہب مالك وابي حنيفة
والثوري وحكى عن احمد وغيره وانما نزل
مكي في كشفه وقال انه الذي اجمع عليه
المصنابة والتابعون والقول بغيره محدث
بعد اجماعهم و شنف
انما صح ابو بكر بن الطيب
بنت ابا قلافي المالكي البصري
نزول بقادسي وعلی من خالفه

وكان يعرف الناس بالمناظر واد قههم
فها نظرانية
قاضی ابوبکر خود بحث کے ماہر اس میں وقت نظر
رکتے ہیں۔ (ت)

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرماتے ہیں،
قال بعض اهل العلم ومن جعلها من كل
سورة في غير الفاتحة فقد خرق الاجماع
لانهم لم يختلفوا في غير الفاتحة
بعض علماء نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ کو فاتحہ کے علاوہ
کسی سورت کا جزو مانتا ہے وہ اجماع کا خلاف کرتا
ہے کیونکہ فاتحہ کے بغیر کسی سورۃ کے بارے میں اختلاف
نہیں ہے۔ (ت)

امام بدر الدین محمد عینی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،
فان قيل نحن نقول انها آية من غير الفاتحة
فكذلك انها آية من الفاتحة قلت هذا قول
لم يقل به احد ولهذا قالوا ان عم الشافعي
انها آية من كل سورة وما سبقه الى هذا
القول احد لان الخلاف بين السلف انما هو
في انها من الفاتحة او ليست بآية منها
ولم يعد لها احد آية من سائر السور
اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم بسم اللہ کو آیت مانتے ہیں
تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ فاتحہ کی آیت ہے اور کسی اور
سورۃ کی بھی آیت ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ کسی کا قول
نہیں ہے اسی نے جمہور نے کہا کہ صرف امام شافعی
کا خیال ہے کہ یہ ہر سورۃ کی آیت ہے جبکہ امام شافعی
سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی، کیونکہ اس سے پہلے
اسلاف میں صرف یہ تھا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت
ہے یا نہیں اور اس کو کسی نے باقی سورتوں کا جزو نہیں مانتا۔

افادة خامسة: تمام مصاحف حنفیہ میں ہر بسم اللہ شریف پر نشان آیت موجود ہے وہ بلاشبہ
اُن کے نزدیک آیت تادم ہے، اب سورۃ بقرہ کے لئے کہ سورۃ ناس تک تمام سورتیں آیات حنفیہ کی گنتی
برآئے، دیکھئے تو کہیں بھی بسم اللہ شریف گنتی میں آئی ہے، مثلاً سورۃ اخلاص چار آیت ہے بسم اللہ سے الگ
ہی چار آیتیں ہیں، سورۃ کوثر میں تین آیتیں ہیں بسم اللہ سے چار آیتیں ہیں وعلیٰ هذا القیاس بخلاف سورۃ
فاتحہ کہ سات آیتیں ہیں اور ان کے نزدیک انعمت علیہم پر آیت نہیں و لہذا ہمارے مصاحف

لہ غیث النفع فی القراءات السبع باب البسطة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۵۷
لہ فتح المعین علی شرح الکفر فصل واذا اراد الدخول الخ - ایچ ایم سعید کینی کراچی ۱۸۶/۱
لہ عمدة القاری شرح بخاری باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ ادارۃ الطباعة النیرہ بیروت ۵/۲۹۲

میں اس پر نشانِ آیت عند الغیر دیکھتے ہیں نہ ○ یہ صاف دلیل واضح ہے کہ ہمارے قراء کے نزدیک بسم اللہ بقرہ سے ناسخ تک کسی سورت کی جز نہیں بلکہ ایک انھیں قاریوں کی کیا تخصیص سب کے نزدیک سوافاتحہ کے کہ مختلف فیہا ہے باقی تمام سورتوں کے شمار آیات سے بسم اللہ شریف خارج ہے یہ بھی اس ارشادِ علما کا پتہ دیتا ہے کہ قولِ جزئیت علوت و خلاف اجماع ہے۔ امام زکریاؒ پھر علامہ رازہری فتح المعین میں فرماتے ہیں:

ان کتاب المصاحف کلہم عد و آیات السور
 فاخرجوها من حکل سورة و قال بعض اهل
 العلم الی اخر ما مر۔
 قرآن پاک کے تمام کاتبوں نے سورتوں کی آیات کو شمار
 کیا ہے اور انھوں نے بسم اللہ کو کسی سورت کی آیات
 میں شمار نہیں کیا اور بعض علماء نے گزشتہ قول کو انکار
 کیا آخر تک بیان کیا۔ (ت)

عمرہ میں امام عینی کا ارشاد گزرا: لعل بعد ہا احد اية من سائر السور (اس کو کسی نے باقی سورتوں کی آیت
 نہیں مانا۔ ت)

تنبیہ: شمار سے اخراج تو عدم جزئیت میں صریح ظاہر ہے اور ادغال میں ملائے کرام نے جائز فرمایا کہ
 صرف ظن کی طرف مستند ہو تو مفید قطعیت جزئیت نہ ہو سکے گا۔ امام زکریاؒ نصب الرایہ اور امام عینی عمرہ میں فرماتے ہیں:
 اصل یا ہريرة مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 يقرأها فظنهما من الفاتحة ، فقال انها احدى
 آياتها ونحو لا شكرانها من القرآن ،
 ولكن النزاع وقع في مسئلتين احدهما انها
 آية من الفاتحة ، والثانية ان لها
 حكم سائر آيات الفاتحة جهرا وسرا ،
 ونحن نقول ، انها آية مستقلة قبل السورة ،
 وليست منها لجمعها بين الأدلة ، وابو هريرة
 لم يخبر عن النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلم انه قال ، هي احدى آياتها ،
 ابو هريرة رضي الله تعالى عنه نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو پڑھتے ہوئے سنا تو خیال فرمایا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ
 کی جز ہے تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ فاتحہ کی آیات میں
 شامل ہے ، بسم اللہ کا قرآن کی آیت ہونے سے ہمارا
 انکار نہیں ہے صرف بحث دو مسئلوں میں ہے ایک یہ کہ
 کیا یہ سورہ فاتحہ کی آیت ہے اور دوسرا یہ کہ کیا بسم اللہ کا
 حکم فاتحہ کی دوسری آیات والا ہے کہ ہر دوسری میں ان کی
 طرح پڑھی جائے گی یا نہیں ، جبکہ ہم یہ کہتے ہیں یہ ایک
 مستقل آیت ہے یہ سورہ فاتحہ کی آیات میں شمار نہیں ،
 یہ آیات دلائل کو مطابق بنانے کے لئے ہے ، حالانکہ

و قراءتها قبل العاتجة لا يدل على ذلك و
 اذا جاز ان يكون مستند الى هديرية قسوة
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لها ، وقد
 ظهر ان ذلك ليس بدليل على محل النزاع ،
 فلا يعارض به ادلتنا الصحيحة الثابتة ان
 فاتحة الجوز ہر نے پر دلیل نہیں ہو سکتی ، لہذا یہ روایت ہمارے صحیح ثابت شدہ دلائل کے مقابل نہیں ہو سکتی ، (۱۰۰ ت)
افادہ سادہ ، جزیت بسم اللہ شریف کو قطعی ہر محض جہالت اور تعریفات اللہ کرام علمائے
 علم سے غفلت ہے بلکہ جزیت سورت و کنازہ جزیت قرآن بھی خبر متواتر نہیں ،

ولذا انکارها الامام لاوزاعی و الامام مالک و
 بعض مشایخ و نسب المتقدمین بل وقد
 فی التلویہ و حواشی الکشاف و غیرہما انہ
 المشہور من مذهب اہل حنیفۃ مرفوع اللہ
 تعالی عنہ قال انہما فی ان حدہ حریر و حدہ
 قال ابی ثمرہ ، المستند ای بل ہو قول ضعیف
 عندنا ۔

بسم اللہ کے قرآن کا جوز ہونے کا امام اوزاعی ، امام
 مالک اور ہمارے بعض مشائخ نے انکار کیا ہے ۔
 متقدمین کی طرف منسوب بلکہ کویک میں اور کشاف کے
 حواشی وغیرہ میں ہے کہ یہی امام ابو حنیفہ کا مشہور
 مذہب ہے ، ام کہتائی نے فرمایا اس قول کا وجود
 نہیں ہے ۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں فرمایا ہے
 بلکہ یہ قول ضعیف ہے ۔ (۱۰۱ ت)

علامہ حسن علی حاشیہ طبری میں فرماتے ہیں ،
 قال الجہد المعقق فی تفسیر اہل تہذہ قال
 ابو حنیفۃ و مالک و حمیم اللہ تعالی المعتمد
 التواتر قرینہ کافی نقلہ فقط و هو الحق

بزرگ محقق نے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں فرمایا کہ ابو حنیفہ و
 مالک نے فرمایا ہے ہر کہ قرآن کہنے کیلئے صرف نقل متواتر نہیں بلکہ
 اس کا قرآن ہونا متواتر چاہئے اور یہی معتبر اور حق ہے

۱۔ عمدۃ القاری شرح بخاری احادیث البطلۃ فی الصلوۃ مطبوعہ ادارۃ التبلیغ المیریۃ ۲۸۶/۵
 نصب الریۃ لاحادیث البطلۃ کتاب الصلوۃ دار المکتبۃ الاسلامیۃ ریاض الشیخ ۳۴۳/۱
 ۲۔ التوضیح والتوکید مع حاشیہ علی بیان ادلہ اربعہ بخش نو کشور کانپور ص ۵۰
 ۳۔ جامع الرموز فصل صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بحسبہ قاسم ایران ۱۵۱/۱
 ۴۔ رد المحتار مطلب قرۃ البطلۃ بین العاتجۃ والسورۃ مطبوعہ پب ایم سعید کمپنی کراچی ۲۹۱/۱

اذھن الظاہرات النقد اذا لم یکن علی
انہ قرآن لا یحید القرآنیۃ والتواتر فی نقل
البصا صلی علیہ قرآن والام یخالف
فیہ بل کتب فی اصحابہ لفصل والتبرک
بہا

کیونکہ ظاہرات ہے کہ اگر قرآن ہونا منقول نہ ہو
تو پھر ہر قسم کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہوگا۔ اور ہم نہ
کے نقل میں جو تواتر ہے وہ اس کے قرآن ہونے کا
تواتر نہیں ورنہ اس میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ ہم نہ کہ
قرآن میں سورتوں کے فصل اور تبرک کے لئے لکھ
گیا ہے الخ (ت)

ہمارے اندہ کہ اثبات فرماتے ہیں بوجہ اثبات فی المصاحف و امر بالتجریۃ دلیل عقلی قائم فرماتے ہیں
نہ تواتر سمعی یا مجرد حق یہ کہ ہم اللہ شریف کا جز قرآن عظیم ہونا تو ہمارے نزدیک دلیل قطعی سے ثابت ہے مگر جز سور
ہونا ہرگز قطعی حجت کسی طرح قطعی نہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام اسے دلیل قطعی سے باطل اور بعض اخبار واحد کو کہ
موسم جزیت واقع ہوئے مخالف قاطع کے سبب نامقبول و مضحک بتاتے ہیں نہایت یہ کہ علمائے شاخیر رحمہم اللہ
تعال کہ قائلین جزیت میں خود متکبر قطعیت میں امام زہدی شافعی فرماتے ہیں یہی صحیح ہے۔ امام عبد العزیز بن
الحکم بخاری تحقیق میں فرماتے ہیں :

القول المتواتر لعماد الثبوت امہ من اسورة
لہ یثبت ذبت

مسب عن سورہ ہم اسے کو سورت کا جز ہونا ثابت
نہیں کرتا تو اس کا جز ہونا ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

علامہ ہماری مسلم الثبوت اور علامہ بحر قراچ الرکعت میں فرماتے ہیں :

(لہ یواتر انہا جزء منها) فلا تشبہت
الجزئیۃ اذ قد سبق ان تواتر الجزئیۃ شرط
لا یثبت

اس کا ح ہونا تو اترا سے ثابت نہیں لہذا جزیت
ثابت نہ ہوگی کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے جزیت
کے اثبات کے لئے جزیت کا تواتر شرط ہے۔ (ت)

اُمیں میں ہے :

وعارضہ القاطع و هو عدم تواتر الجزئیۃ
الدلیل علی عدمہا فی الواقع فیضمحل المظنون

بسم اللہ کے جز ہونے ایک قطعی دلیل معارض ہے اور
وہ جزیت کے تواتر کا نہ ہونا جو کہ فی الواقع جز نہ ہونے

سے تتمہ حاشیہ چلی علی الترمذی والتوکیح بیان اولیٰ لربہ حاشیہ ۲۶ متعلق ص ۵۰ مطبوعہ نیشنل لکچر ہاؤس ص ۵۵
مطبوعہ کتاب تحقیق شرح الحاشیہ مقدمۃ الکتاب
مطبوعہ نیشنل لکچر ہاؤس ص ۶
سے فوج الرکعت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصحبی مسئلۃ البطلان من القرآن مطبوعہ مطبعہ امیرتہ بولاق مصر ۱۳/۲

وهذا هو الجواب عن الاختيار الاحاد التي
توهم الجزئية بل يجب ان تكون هذه
الاخبار مقطوع السهو والالتواترات الخ

کی دلیل ہے پس قطعی امر کو رد قرار پائے گا، یہ جزئیت
کا وہم پیدا کرنے والی اخبار احاد کا جواب ہے لہذا
ان اخبار کا سہو قطعی ہے ورنہ اگر بسم اللہ سورۃ کا جز
ہو تو قرات سے ثابت ہوتی۔ (ت)

علامہ ابراہیم علی غیریہ شرح فرماتے ہیں،
لا یثبت کوہا آية من کل سورة من السور
بل دلیس قطعی کہ فی سوا الايات واجماع
الصحة علی ثبوتہ فی المصحف لا یلزم
منہ ان آية من کل سورة بل الاثر منہ
مع الاثر بالتجريد عن غیر القرآن انہا
من القرآن و بہ نقول انہا آية منہ سرت
لفصل بین السورت

قطعی دلیل کے بغیر اس کا تمام سورتوں میں سے کسی کا جز
ہونا اور آیت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا، جس طرح باقی
آیات کے بارے میں ہے، اور صریح کلام کا اسس کو
مصحف میں لکھنے پر اجماع ہونا اس بات کو مستلزم
نہیں کہ کسی سورۃ کی آیت ہے بلکہ قرآن کو غیر سے
مبارک لکھنے کے حکم سے اتنا لازم آتا ہے کہ بسم اللہ قرآن
کی آیت سے اس کو فصل کے لئے نازل کی گئی ہے۔

علامہ بحر الفوائد بن بنیم مہری شرح مسار پھر علامہ سید محمد امجدی تالیف مفتی الحاق حاشیہ بحر الرائق میں
فرماتے ہیں،

ہی قرآن لتواتر فی محلہا ولا کفر بعدہ
تواتر کو نہا فی الاوائل قرآن

بسم اللہ قرآن ہے کیونکہ قرات سے قرآن میں شامل
پہلی آ رہی ہے لیکن سورتوں کی ابتدائی آیت ہونے
کے اعتبار سے کفر لازم نہیں آئے گا کیونکہ یہ بات قرات سے
ثابت نہیں۔

علامہ سید ابراہیم السعدی زہری فتح اللہ المعین میں فرماتے ہیں،

ثبوت قرآنیہا لا علی سبیل التواتر ولہذا
علل فی التہرید من تکفیر جاحد ہا بعدہ

بسم اللہ کے قرآن ہونے پر تواتر نہ ہونے کی وجہ
سے اگر کوئی اسس بات کا انکار کرے تو کفر

ملہ فرائح الرحمت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئلۃ البطلان القرآن مطبوعہ مطبعۃ امیریۃ بلاق مصر ۱۵/۲
ملہ غنیۃ المستفی ص ۱۵۷ مطبوعہ سبیل الیڈی ۵ ہجری ص ۳۰۷
ملہ مفتی الحاق حاشیہ علی البحر الرائق فصل اذا ادا الدخول فی الصلوۃ مطبوعہ مطبعۃ ایم سید کینچی کراچی ۱/۳۱۲

قواتر کو یہ قرائت

ذہب کا تہر میں عدم تکثیر کی یہی علت بیان کی گئی ہے (ت)

علامہ سیدی احمد طحاوی مصری حاشیہ مرقی الفلاح شرح تورات البیاض میں فرماتے ہیں:

لانہ وان تواتر کتابتہ فی الصحیفۃ لیس
یتواتر کونہ قرائتہ

مصنف میں اس کو لکھنے کے تواتر سے اس کے قرآن لکھنے کا تواتر ثابت نہیں ہوتا۔ (ت)

علامہ شہاب خضابی عنایۃ العاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں:

ولعرتواتر تسیتہا قرآن وایۃ بالنقل عنہ
علیہ القبلۃ والسلام اذ لو تواتر لعکفر
بحدھا وھو لا یکفر بالافتاق

بسم اللہ کا نام قرآن یا سورۃ کی آیت، تواتر سے حضور علیہ القبلۃ والسلام سے منقول نہیں اور اگر یہ بات تواتر سے ثابت ہوتی تو اس کا انکار کفر ہوتا حالانکہ باتفاق یہ کفر نہیں ہے۔ (ت)

اُسی سے امام قرطبی رحمہ اللہ سے ہے:

المسألة اجتہادیة ظنیة لا قطعیة کما ظنہ
بعض الجہلۃ من المتفقہ

یہ مسئلہ ظنی اور اجتہادی ہے، قطعی نہیں ہے جیسا کہ بعض جاہل لوگوں کا خیال ہے۔ (ت)

اُسی میں تفسیر امام سہین سی بالجزیر سے ہے:

المطلوب ہنسا الظن لا القطع

اس مسئلہ میں ظن مطلوب ہے یقین مطلوب نہیں (ت)

اُسی میں امام حجر الاسلام محمد غزالی شافعی سے ہے:

انہ اقام الدلیل علی اذکتھار بالظن فیما
نحوہ

ہماری بحث میں جو دلیل پیش کی گئی ہے وہ صحت ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ (ت)

امام ابن حجر کی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

۱۸۷/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل واذا اراد الذہول فی الصلوۃ	فتح اللہ المبین علی شرح الکنز
۳۱/۱	دار صادر بیروت	فصل فی بیان سنن الصلوۃ	حاشیہ الطحاوی علی مرقی الفلاح
۳۰/۱	دار صادر بیروت	بحث البطلۃ	حاشیہ الشہاب علی تفسیر البیضاوی
۳۰/۱	"	"	"
۳۰/۱	"	"	"
۳۰/۱	"	"	"

البسملۃ 'یۃ من الف تحۃ عملا وظنا لا قطعاً
لم نقلہ عنہ القادی فی المرقاۃ .

بسم اللہ کا سورہ فاتحہ کا جز ہونا ظنی ہے قطعی اور یقینی
نہیں ہے الخ اس کو ملا علی قاری نے مرقاۃ میں
ان سے نقل کیا ہے (ت)

علامہ سفاقی غیث النفع فی القراءات السبع میں فرماتے ہیں ،

ان المحققین من الث فعیۃ وعزاکما وروی
للجمہور علی انہ آیۃ حکما لا قطعاً قال
النووی والصحیح انہ قرآن علی سبیل
الحکم ولو كانت قرآن علی سبیل القطع
لکفونا فیہا وهو خلاف الکلیۃ
محققین شافعیہ نے اور اوردی کے بیان کے مطابق
ان کے جمہور نے کہا ہے کہ بسم اللہ کا فاتحہ کی جز ہونا
حکم بات ہے قطعی نہیں ہے ، اور امام نووی نے
فرمایا صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ کا قرآن ہونا حکم ہے
اور اگر قطعی ہوتا تو ہم مخالف کو کافر کہتے جبکہ یہ بات
اجماع کے خلاف ہے۔ (ت)

اسی میں شرح منہاج النووی تصنیف امام جلال الدین علی شافعی سے ہے ،

البسملۃ منہا ای من الف تحۃ عملا لانه
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عدھا آیۃ منہا
صحیحہ ابن خزیمۃ والمجاہد ویکفی فی ثبوتہا
من حیث العمل الظن
سورۃ فاتحہ کا حقہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے اس کو فاتحہ کی آیت شمار کیا ہے جس کی
ابی خزیمہ اور حاکم نے تصحیح کی ہے اور اس کے علی ثبوت
کے لئے ظنی ہی کافی ہے۔ (ت)

اقادہ سابقہ ، اقول وبانہ التوفیق قرآن عظیم کے ختم میں لا اقل ایک بار بسم اللہ شریف
پڑھنے پر تمام قراء کا اجماع قطعی ہے کہ ابتداء تلاوت سورت خیر بات میں اتیان بسطہ مجمع علیہ ہے پھر ہر دو سورت
کے درمیان اثبات و ضعف میں قراء مختلف ہیں امام تاجی برایت قالون اور امام عبد اللہ بن کثیر مکی و

حنہ شروع تلاوت اگر ابتدائے سورت کے علاوہ کہیں وسط سے ہو تو بسم اللہ کی حاجت نہیں بہتر ہے چار اگر ابتدائے
سورت سے ابتدائے تلاوت آغاز کرے تو بسم اللہ بلا جاع پڑھے پھر اثنائے تلاوت میں ہر سورتیں آتی جاتی
اُن پر بسم اللہ پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف ہے ۱۲ (م)

سلفہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل اول مطبوعہ مکتبہ اذیہ ملتان ۱۹۶/۲
سلفہ و سلفہ غیث النفع فی القراءات السبع علی مائتہ سراج القادی باب البسملۃ مطبوعہ مکتبۃ البانی مصر ص ۵۹

وامام عاصم بن یحییٰ کوئی و امام علی بن حمزہ کسی کوئی پڑھتے اور امام عقیلی بروایت درکش اور امام عبد اللہ بن عامر شافعی و امام حمزہ بن حبیب نزات کوئی و امام ابو عمرو بن العلاء بصری حذف کرتے ہیں تو اگر جلسہ و احسدہ میں کوئی شخص مستدرآن عظیم یا بتدائے واحد ختم کرے تاہم ایک یا ربیم اللہ شریف باجماع قرار پڑے گا اور تکرار میں اختلاف رہے گا۔ غیث النفع میں ہے :

لا خلاف بینہم فی ان القاری اذا احتتم
قراءتہ بادل سورۃ غیر برادۃ انہ یبسم
سواء کان ابتداء عن قطع او وقف (الی
ان قال) و اختلفوا فی اثباتہا بین السورتین
سواء کانتا صرتین او غیر صرتین فاثبتہما
قالون والمکی وما حصر علی و حذفہا
حمزۃ و وصل السورتین (الی قوله) و انما
اختلفوا فی الوصل ولم یختلفوا فی الابتداء
لانہا صر سورتہ فی الصحاح و فی بترکہا
فی الوصل لولعیات بہا فی الابداء الخلف
الصحاح و خرق الاجماع الخ.

کے بارے میں یہ اختلاف کیا ہے اور ابتداء کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے میں اختلاف نہیں کیا، کیونکہ بسم اللہ قرآن میں لکھی ہے لہذا اگر کوئی دونوں سورتوں میں وصل کہتے وقت بسم اللہ کو ترک کرے اور سورۃ سے ابتداء کرتے وقت بھی ترک کرے تو صحاح و اجماع کے خلاف اور کتاب کو کسے گا الخ (ت)

سراج القاری شرح شاطبیہ میں ہے :

اخبارنا من جال لا یسلوا بین السورتین
وہم قالون و الکسافی و عاصم و ابن کثیر
و الباقین لا یبسمون بین السورتین لان
هذا من قبیل الاثبات و الحذف و احرطھا۔

معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگوں نے کوئی دو سورتوں میں
بسم اللہ پڑھنے کا قول کیا ہے اور وہ قالون و کسافی
عاصم اور ابن کثیر ہیں اور باقی لوگوں نے ان دونوں سورتوں
میں بسم اللہ نہ پڑھنے کا قول کیا ہے کیونکہ یہ معاملہ اثبات
و حذف والا ہے احرطھا (ت)

سنة غیث النفع فی القراءات السبع علی حاشیہ سراج القاری باب البسملة طبعہ مطبعۃ البانی مصر ص ۲۰
سنة سراج القاری شرح شاطبیہ لابن الصامح مطبعہ مطبعۃ البانی مصر ص ۲۰

عن اهل العلوم والفصل (یہ تمام اہل فہم اور اہل عقل کے ہاں واضح ہے) جیسے جانشین اہل علم و فضل پر واضح نہ ہوتا، اور یہی ہے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ میں مذہب کو دخل نہ ماننا محض جمالت و سنت صفا بہت ہے بلکہ حقیقتاً قرأت کے جوہریت میں کچھ دخل نہ زیادہ اثر گوں فہموں نے الٹا سمجھ لیا، آخر امام قرطبی وغیرہ کا ارشاد سن چکے کہ مسئلہ اجتہاد ہے۔ علامہ ہماری و علامہ بکفر مانتے ہیں،

(ترکھا نصف القراء) وہم ابن عاصرون فہم بروایۃ الورش وحمزة وابوعمری وقال مطہم الاسرار الالہیۃ قدس سرہ فی غیر الفاتحۃ (وتواتر الہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (واصحیہ وسلم) ترکھا، عند قرأت السورۃ قرأت القراء متواترۃ زکلا صلی عند قصد قرأت سورۃ اللہ یتک اولھا، فیجب ان لا تكون جزاء یشہد علیہ ما روى فی الصحیحین عدم الجہر بہ فی الصلوۃ فان قلت قد قرأہا الباقون من القراء فتواتر قرأتہ علیہ وسلم (وتواتر قراءتہا عند) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بقراءۃ) القراء (الاخیر) لا یتکرم کونھا، جہر (صحیح) لخوان انیکون للتبلیغ کما لا ستفی ذلک

اس کو نصف اہل علم اور قراء حضرات نے ترک کیا ہے اور وہ ابن عاصرون، نافع اور ورش کی روایت کے مطابق ابو عامر اور حمزہ ہیں، اور مطہم ابوسمرہ اللہ علیہ السلام نے غیر فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے قرات کے ساتھ ثابت ہے کہ سورتوں کو پڑھنے میں آپ نے بسم اللہ کو ترک فرمایا کیونکہ قراء حضرات کی قرات متواترہ ہیں اور ممکن نہیں کہ سورۃ کو پڑھتے وقت اس کے اول (بسم اللہ) کو چھوڑ دیں لہذا ضروری ہے کہ بسم اللہ سورتوں کا جز نہیں، لہذا یہ بات اس کی شاہد ہے کہ صحیح طور پر مروی حدیث میں ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں فرمایا، اگر تیرا یہ اعتراض ہو کہ باقی قراء حضرات نے بسم اللہ کو سورتوں کے ساتھ پڑھا ہے اور جب قراء حضرات کی قرات متواترہ ہے تو اس سے ثابت ہو کہ بسم اللہ کا سورتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و علی آہد و صحبہ سے متواتر ہو گا اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورتوں کا جز ہے، تو جواب میں کہا کہ باقی قراء حضرات کی قرات سے حضور علیہ السلام کی قرات کے متواتر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سورتوں کا جز ہو جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ترک کے طور پر پڑھا جو جیسا کہ احمد باللہ کا حکم ہے۔ دلت، اسی طرح اور کتب میں ہے معجز جمالی زمانہ کو خبر نہیں۔

اب نظر نہ کیجئے تو حذف صراحت مافی و مافی جزئیت ہے کہ اگر خبر ہوئی تو حذف کیونکر ہو سکتی، اور اثبات، اصلاً مفید جزئیت نہیں کہ اثبات اخذ پر بھی اجماع قراء ہے اور یہ بھی مثل اثبات بسملہ متواتر حالانکہ باجماع مسلمین قرآن نہیں، حقیقت النفع میں ہے،

لا خلاف بین العلماء ان القارئ مطلوب منه في اول قراءته ان يتعوذ، شرح الشاطبی لابن القاسم میں ہے،

الاستحباب قبل القراءۃ باجماع وقوله مجید ای مطلقاً لجیم القرآن، اس کے قولی مجید کا معنی تمام قراء کے نزدیک تمام قرآن کے شروع میں۔ (دست)

تو مجرد اثبات و روایت متواترہ قراء سے عن التحقيق بزمست قرآن پر بھی جرم نہ ہو سکتا نہ کہ خاص جزئیت سورت پر، ولہذا علمائے عالم جیسا کہ اثبات و تواتر قراء پر اجماع کے اس کی عدم قرآنیت پر اجماع رکھتے ہیں یعنی اثبات و تواتر بسملہ یک بار مطلقاً پر اجماع ذاکر اس کی قرآنیت میں اختلاف رکھتے ہیں تو مجرد اثبات قراء و تواتر روایت سے جزئیت پر دلیل لانی محض باطل ہے، ہاں جو اس مسئلہ پر کوئی دلیل قطعی قائم ہوئی جس کا ذکر اوپر گوارا سمجھتا ہوں قرآنیت ہونے اور جزئیت سورت پر کوئی دلیل قطعی نہیں لہذا جہود رائدہ جانب جزئیت نہ گئے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس تقریر سے مثل آفتاب روشن ہو گیا کہ ائمہ قراءت کا اثبات متواتر اصلاً مفید جزئیت نہیں، اس بنا پر حضور زور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قراءت جزئیت کا ادعا ہے باطل دیکھ کر قراء سے قراءت قول بالجزئیت بھی ثابت نہیں ہو سکتا بالحدیث کہنا حق ہے کہ اثبات و حذف دونوں متواتر قطعی اور یہ کہنا باطل کہ جزئیت و عدم دونوں القطع مروی کہ اثبات و جزئیت میں شرق و غرب کا فرق ہے اس پر ایک دلیل جلیل واضح روشن یہ بھی ہے کہ قائلان جزئیت بعض احادیث احادیث سے احتجاج و استناد کی طرف توجہ اور اس بنا پر کہ ثبوت قطعی نہیں غنیت مسئلہ کی تصریحیں کر گئے دفع احقر اہل کے لئے یہاں کفایت ظن کے قابل ہونے جیسا کہ بھی کلمات امام محمد اسلام و امام مادرونی و امام نووی و امام محل و امام ابن حجر و غیرہم سے مذکور ہوا اثبات قراءت جزئیت ہوتا تو اسی پر تعویل کرتے قطیعت چھوڑ کر غنیت کی طرف گھبرائے ہوتا کہ جلی واضح عند کل من له فہم و عقل فضلاً

عن غنیت النفع فی القراءات السبع باب البسملة مطبوعہ دار البیاض مصر ص ۸۸
یہ تہ کارا متقری شرح شاطبی لابن القاسم ص ۱۶

اقادۃ ثامنہ اقول روایت اثبات کا اثبات بجزئیت عند المسلمین سے بھی پہلے عذوق
 ہونا تو ظاہر ہو چکا اور ہم یہ بھی ثابت کر آئے کہ شمار آیات و سورتیں دلیل واضح ہے کہ قراءہ المسلمین بھی بجزئیت سورتیں
 مانستے تاجم اس اگر بالفرض کسی طریقہ سے ثابت بلکہ متواتر بھی ہو کہ امام ماسک کا مذہب بجزئیت تھا تو وہ جہاں تک ہے
 اس میں ہیں کلام نہیں مذہب میں ہم ان کے مقلد نہیں اس کی قراءت کا اختیار برخلاف مذہب ان کے مذہب
 پر عمل لایا کرتے امور واضح پر دلیل روشن و کاربوت ہوتے شک نہیں کہ ہمارے ائمہ نے قراءت عامہ و روایت خاصہ اختیار
 فرمائی اور شک نہیں کہ بالاجماع نماز سریر و جہر یہ سب میں ہمارے یہاں اختصار بسط کا حکم اور شک نہیں کہ مذہب امام
 پر نماز جہر میں ایک آیت کے سہرا اختصار پر بالاجماع سجدہ اور عذر پر اعادہ لازم تو قطعاً ثابت کہ تخصیص عامہ اگرچہ
 بجزئیت فاتحہ کی طرح بجزئیت برسورت بھی ہوتے ہوں مگر ان کی قراءت اختیار کر سکتے ہیں علی قول بجزئیت پر
 مجبور نہ کیا و نہ ضرور جہر میں جہر تیسرے علی الفاظ کا حکم ہوتا اور اس کا ترک سجدہ سہو یا اعادہ جاست پھر بعد فاتحہ سر
 سورت پر اتیان بسط میں عامہ متون مذہب مثل یہ آیۃ و تعایہ و اصلاح و غرر و طسعی الابحر و تنزیر و غیرہ
 انکار محض پر ہیں اور اسی پر مدافع و شرح و تفسیر و درود و جوہر و غیرہ و مجمع الاثر و غیرہ شروح نے مثنیٰ فرمائی بلکہ
 نزدیک اگرچہ اس کا حاصل کراہت نہیں صحت نفی سنیت ہے کما ینتہا فی فتاویٰ و من العطا یا لم یؤیۃ ف
 فتاویٰ لمرضویۃ و جیسا کہ ہم سے ہے فتاویٰ العطا یا لم یؤیۃ فی فتاویٰ رضویۃ میں بیان کیا ہے
 تاہم اگر اختصار قراءت عامہ اختیار بجزئیت لازم کرتا تو نفی سنیت اور التزام ترک بسط میں نفی کراہت پر اجماع حنفیہ
 نا ممکن تھا ابھی مسلم و فقہ سے بھی چکے کہ شریعت پرستے وقت اس کے اول سے ایک آیت مجبور دینا بے معنی ہے
 سیدہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے صغیر میں فرماتے ہیں

فیہ ہجرت من القرآن و ذلک لیس من احمال المسلمین انہ نقلہ المثلثی عن
 النہر صحت الاضافۃ باب سجود التلاوة۔ اس میں بعض قرآن کا ترک لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ بات
 مسلمانوں کے عمل سے بعید ہے اور اس کو علامہ شافعی نے باب سجود التلاوة میں نہرو کے حوالے سے امام صاحب
 سے نقل کیا ہے۔ (د)

پس آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ ہمیں علی قول بجزئیت پر مجبور کرنا ہمارے ائمہ کرام کے اجماع تام کے خلاف
 اور محض اپنے ذہن کی تراشیدہ بات ہے قصد عدم قصد ختم سے تفرق محض بہالت اختیار قراءہ عامہ موجب علی
 بجزئیت نہیں تو ختم میں کیا نقصان اور اگر ہے تو فرض میں وجوب جہر کیوں نہیں کیا فالعن میں ہم شہر آن

بقرت مامم نہیں پڑھتے بھلا ختم میں اتنا ہی ہے کہ سنت ناقص رہی یہاں تو واجب ترک ہوتا ہے۔

افادہ تاسعہ **اقول** بطور من غرہ علی التشریح الگ الگ مجھے کہ اختلاف قراء روایت جزئیت و عدم جزئیت ہے تاہم جس نے ختم میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھی اس نے یقیناً کلام اللہ ختم کیا نقص اگر ہوا تو روایت میں نہ کہ قرآن میں، تو فوراً سے قرآن کا ثواب نہ ملنا کیا معنی، کیا سنت یہ ہے کہ مثلاً امام عاکم کی روایت تدریج میں پوری کی جائے یا یہ کہ قرآن عظیم کا ختم کامل ہو، اگر اول، نو تو بعض باطل اور شرعاً مظهر پر کھلا فقرہ کس دلیل شرعی کا حکم ہے کہ خاص فلاں روایت کا اہتمام مسنون اور ثانی مافور وہی حق ہے تو قرآن عظیم تو بالقطع والیقین یوں بھی ختم ہو گیا پھر کامل ثواب نہ ملنا معنی پر کیا بعض روایات پر قرآن کامل ہے بعض پر منی ذلہ ناقص، عاش فہرطرح تمام و کامل ہے ورنہ لازم آئے کہ بعض جگہ ہر عرض میں حضور پر نور سید العالمین و حضرت جبریل روح و میں علی اللہ تعالیٰ علیہا وسلم میں ناقص قرآن کا دور ہوا برقراری کے پاس ناقص قرآن رہا کہ ہر قرأت میں بہ نسبت دوسری کے کچھ نہ کچھ ثبات و حذف ہے اپنے نزدیک تمامی عند اللہ تمامی کو مستلزم ہیں اور بہ نسبت عند اللہ تمامی تو نقص ثواب کا ترکہ رب العزت کی جناب میں سوائے عمن ہے **إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْنِي عَنْكَ آخِرُ الْمُخْسِنِينَ** (بیشک اللہ تعالیٰ تنگی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ ت، مگر کہنے کو یہ مستدرآن فی نفسہ تام، کامل ہے مگر مثلاً امام عاکم کے نزدیک پورا نہ ہوا۔

اقول دو حال سے خالی نہیں یا تو قراء کے نزدیک روایات أخر بھی متواترہ نہیں اور ان میں ایک کا اعتبار اس بنا پر کہ اپنے ساتھ پر پوری پڑھا ان کے نزدیک اپنی ہی روایت متواتر ہوئی یا تو اتر باقی پر اطلاع نہ ملی علی الاطلاق یا شہید امام عاکم پر یہ اعتقاد فرض کرکلام الہی پورا ختم ہو گیا اگرچہ ان کی روایت پوری نہ ہوئی اور ثواب کامل اسی پر مشروط تھا نہ خاص ان کی روایت پر، علی الاطلاق ثانی جب بجز ہر نیم وزہ باہ نیم ماد کی طرح ہی روایات کا تواتر و شہد ہو گیا تو امام عاکم کا نہ جاننا، طبع نہ ہونا کچھ حجت نہیں، فرض نہ عاکم کی روایت پر ثواب محصور نہ عاکم کے خیال کی تعلیل ضرور جبکہ بالقطع والیقین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس کا اختلاف بتواتر ماثور، کیا مزے کی بات ہے کہ امام مذہب بلکہ اصحاب امام الامام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب تو محض اپنے اس زعم باطل پر چھوڑا جاسے کہ **اِذَا صَبَّحَ الْحَدِيثَ فَيَقْرَأُ هَذِهِ** (جب صبح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت، قول اختلاف ہے اور امام عاکم کا ایک خیال کہ عدم اطلاع پر یعنی بڑا اس پر مجبور ایسا ضرور کہ اُس کے مقابل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر قطعی بھی نا منظور۔

ہاں ائمہ کرام نے حفظ دین عوام کو یہ وصیت فرمائی کہ جاہلوں کے سامنے قراءت غریبہ و وجہ عجیبہ نہ پڑھیں کہ
مبادا وہ انکار یا طعن یا استہزاء کی آفت میں نہ پڑیں و در مختار میں ہے،

يجوز بالروایات الصبیحہ لکن الاولی ان
لا یقرء بالغریبۃ عند العوام صیانتہ
لدى سہر

روا مختار میں ہے،

قولہ روایت سب سے جائز ہے مگر عشاء بھی جائز ہے
جیسا کہ اہل اصول نے تصریح کی ہے، قولہ اجنبی یعنی
روایات اور امالات اجنبیہ کو نہ پڑھے کیونکہ بعض جاہل
لوگ غلطی کی وجہ سے باتیں بنائیں گے اور گناہ اور
بدی میں مبتلا ہوں گے، امامت کرانے والے حضرات
کو مناسب نہیں کہ لوگوں کو دینی نقصان میں ڈالیں
اور ان کے سامنے امام ابو جعفر، ابن حاتم، علی او
کسانی جیسی قراءت نہ کریں، ہو سکتا ہے کہ عوام لاعلمی
کی بنا پر ان کی قراءت کو حقیر جانتے ہوئے ان پر غصہ
شروع کر دیں اور ان کا دین محفوظ رکھنا ضروری ہے
اگرچہ یہ تمام قراءات قطعی طور پر صحیح ہیں، جبکہ
ہمارے مشائخ نے ابوسعید کی عاصم سے
روایت کردہ قراءت کو اپنایا ہے اور یہ فتاویٰ
انچھ سے تارخانہ کی روایت ہے۔ (ت)

قولہ يجوز بالروایات الصبیحہ، مل یجبونی
بالعشر ایضا کما نص علیہ اہل الاصول
قولہ بالغریبۃ ای بالروایات الغریبۃ و
الامالات، لان بعض السہماء یقولون
ما لا یعلمون یتحققون فی الاثر والشقاء،
ولا ینفی عن الامتہ ان یحب العوام علی
ما فیہ نقصان دینہم، ولا یقرء عندہم
مثل قراءۃ ابی جعفر و ابن حاتم و علی
بن حمزہ و انکافی صیانتہ لندی سہر
فلعلہم لیست خفون او یصحکون وان کان
حکل القراءات والروایات صحیحۃ قطعیۃ
ومشائخنا احادیثہم اقراء ابی حمزہ وحفص
عن عاصم احسن التامیخانیۃ عن
فتاویٰ المعجۃ

اسی طرح علیگیر وغیرہ میں ہے۔

افادۃ حادیہ عشر اقول جن مصلحت کے لئے یہاں علما نے پیش عوام روایت غریبہ کی

افنادہ عاشورہ اگر بعد طلوع فجر سا طبع و ظہور حتیٰ کہ میں اپنی خطا پر مطلع ہو کر دعویٰ نقصانِ ثواب سے مدد مل کر کے اس راہ چلے کہ بلاشبہ قرآن بھی کامل ختم، ختم کامل کا ثواب بھی حاصل ہو گا جبکہ ہم قراءتِ عام عاصم اختیار کئے ہوتے ہیں تو ہم پر شرعاً یہی واجب کہ انہیں کہ روایت پر قرآن ختم کریں۔

اقول یہ بھی محض باطل اتباعِ قراءتِ واحدہ صحتِ ہنگامِ روایت واجب ہے کہ روایتِ احد القراء کا ہم کر کے بعض حروفِ روایت دیگر پڑھے تو کتب فی النسبۃ و تخییط و تعلیط لازم آئے کہ اس تفسیر پر اس کا مفاد یوں ہو گا کہ یہ لفظ اس طرح اس امام کی روایت ہے حالانکہ وہ اسی کی روایت نہیں، تلاوت میں تعینِ قراءت واجب نہیں کہ آخر سب قرآن اور سب قرآن منزل من عند الرحمن ہے تو تخصیص بعض و انکار بعض کے کیا معنی، اختلافِ قراءت مثل اختلافِ مذاہب نہیں کہ تعین واجب یا تعلق باطل ہو، یہاں اگر بعض سورہ بلکہ ایک سورت کی بعض آیات بلکہ ایک آیت کے بعض کلمات ایک قراءت کے مطابق پڑھے اور بعض دیگر بعض دیگر کے تو عند التفتیح اصلاً مخالفت نہیں جب تک وہ تحقیق موجب اختلاف نظم یا فساد معنی نہ ہو اور اگر ایک کلام ختم ہو کر دوسری بات شروع ہو جب تواتر و ادلیٰ بالجزا ہے خصوصاً جبکہ مجلس قبل ہو، امام خاتم الخلفاء جلال الحق والدین سیوطی القان طریقی میں امام سید القراء شیخ المقرئین شمس الملک والدین ابو الخیر اسی بخاری سے نقل فرماتے ہیں،

الصواب ان یقال انه كانت احادی أخری متبیین مرتبۃ علی الاخری مع ذلك منع تحریص کمون یقرباً فتلقی آدم من مر به کلمت برفعهما او نصبهما احد ارفع آدم من قراءۃ غیر ابن کثیر و رفع کلمات من قراءتہ ونحو ذلک مما لا یجوز فی العربیۃ واللغة وما لم یکن كذلك فہرب فیہ بین مقام الروایۃ و غیرہا فان کان علی سبیل الروایۃ حرم ایضا لانه کذب فی الروایۃ وتخییط وان کان علی سبیل التلاوة جاز یہ

یہ کسا درست ہو گا کہ دونوں قراءت میں ایک دوسری پر مرتب ہے تو یہ ممنوع بطور تحویم ہے جیسا کہ تعلق آدم من مر به کلمت میں لفظ آدم اور کلمت دونوں پر پیش پڑھے یا دونوں پر زبر پڑھے، یوں کہ "آدم" پر پیش کو غیر ابن کثیر کی قراءت سے اور کلمت کی پیش ابن کثیر کی قراءت سے اخذ کر سکے، اس طرح یہ عربی میں اور لغت میں جائز نہیں، اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر روایت اور غیر روایت کے مقام میں فرق ہو گا، اور اگر روایت کے طور پر ہو تو بھی حرام ہے کیونکہ یہ روایت میں خلا اور کذب ہو گا، اور اگر بر سبیل تلاوت ہو تو یہ جائز ہے۔ (د)

تو دت سے منع کیا، مسئلہ بسملہ میں انصاف دیکھئے تو ہمارے بلاد میں خاص صورت اخفاء میں ہے کہ یہاں کے تمام حفاظ و قرار و سامعین عامہ مسلمین کے کان ہر سورت پر جہر بسم اللہ سے آشنا نہیں وہ اسے ٹھکر مخالفت کریں گے طعن و اعتراض سے پیش آئیں گے تمہارے زعم میں یہ اعتراض اس امر پر ہو گا جو قرآن فقرنا حضور پر نور سید یوم المنشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر ہے، اور دوسرا امر جس کے وہ عادی ہیں یعنی اخفاء تم خود بھی مقرر ہو کہ وہ بھی حق و صحیح اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسا ہی متواتر ہے تو کسی کو کیوں نہ لیجئے اور عکس کر کے مسلمانوں میں فتنہ عوام میں شورش کیوں پیدا کیجئے اب اپنے زعم باطل پر تم خود اس کے باعث ہوتے ہو کہ امر متواتر عن الصیغۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مسلمانوں سے انکار و اعتراض کراد کیا اسی کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے، کیا اسی بقاری یا ملہ ہوتا رہ گیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ جب تک بات نئی بیگانہ تازی نہ اکر اکثر مسلمینی کے گوش نشین آشنا نہ ہو شہرت نام کا ذریعہ نہیں ہوتی مگر پناہم بخدا کہ قاریان قرآن اقرأت قرآن سے شہرت نام کی نیت رکھیں، علامہ کرام ایسے عمل پر ترک افضل کہ راستہ دیتے ہیں نہ کہ ترک مساوی، امام علامہ جلال الدین زبلی نصب الراية میں نقل فرماتے ہیں:

ترک کرنا ایسا قلبی اور ان کو جتنے رکھنے کے لئے افضل کو ترک کرنا انسان کے لئے جائز ہے تاکہ لوگوں کو فخر نہ ہو جائے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کی عمارت کو اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر قائم رکھا تاکہ قریشی تو مسلم ہونے کی وجہ سے اس کی نئی بنیادوں پر تعمیر فخرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں تو آپ نے اجتماع کو قائم رکھنے کی مصلحت کو مقدم سمجھا، اور جیسا کہ حضرت ربیع نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز میں اختلاف کی بنا پر کہ انہوں نے راکہ غلط کرنے میں شریک ہے، اسی لئے امام احمد وغیرہ نے بسم اللہ اور ترک کے وصل وغیرہ کے بارے میں اس کی تصریح کی ہے یہ وہ معادلات ہیں جن میں افضل سے عدول کر کے جائز مفضل کو

یسوع بلا فساد ان یترک الا فضل لا یترک القلب واجتماع الکلمۃ هو ما عن التصور، كما قولہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ البیت علی قواعد ابراہیم لکون قریش کا نواحدی عہد با لجا حلیۃ، و خشی تطویرہم بذلک، و رای تقديم مصلحت الاجتماع علی ذلک، ولما انکر الرجب علی ابن مسعود اکمالہ الصلوٰۃ خلف عثمان، قال الخلفاء شراً وقد فعل احمد وغیرہ علی ذلک فی البسملة وفي وصل التور وغیرہ ذلک مما فیہ العدول عن الافضل الی الجائز المفضل مرعاة لا اختلاف المامون او تعریفہم الستة وامثال ذلک و هذا اصل کیسیرف سید

الذرائع علیہ
 اختیار کیا گیا ہے تاکہ مقتدی حضرات کی تائید قلمی اور
 ان کی سنت سشناسی وغیرہ کا پاس کیا جاسکے، یہ بات فقہ کے سبب باب کے لئے بڑا ضابطہ ہے۔ (ت)
 یہ سب اس تقدیر پر تھا کہ فرض باطل قطعیّت جزئیّت مان لی جائے ورنہ حق و تحقیق کا ایضاً پہلے ہو چکا اس
 تقدیر پر قاری و ملا اپنی اس تغیر و اثرات فقہ کی حدیں بتائیں یہاں تو بدلتے عوام اس غیر قصدی الزام سے بھی
 محفوظ اور تغیر و یقاع اختلاف و لیے مستند ممتد سے محفوظ کسا کا یحییٰ واللہ الہادی (جیسا کہ
 مخفی نہیں) اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ (ت)

افادہ ثانیہ عشر یہاں تک دعویٰ قطعیّت جزئیّت لازم نقصان ختم کا رد صحت کہ
 بحمد اللہ جاسی وجہ ظاہر ہو اب بعونہ تعالیٰ جہد اخلاقی طرف چلے، اگر ایک میں جہر مسند کا حضور پر نور سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح اکثر ہے تو اترا درکنار زہار
 کسی حدیث احادیث سے بھی اس کا ثبوت نہیں، جہر فی الزاد ایک توجہ، مطلقاً کسی نماز میں حضور والا صلوات اللہ
 و سلامہ علیہ کا بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا برگز متواتر نہیں، تو اترا کیسا نفس ثبوت میں سخت کلام و نزاع
 ہے، امام حافظ عقیلی کتاب الفہم میں لکھتے ہیں،

لا یصح فی الجہر بالبسملة حدیث
 مستندہ - ذکرہ فی عمدۃ القاری -
 بسم اللہ میں کوئی حدیث مسند صحیح نہیں، اسے
 عمدۃ القاری میں ذکر کیا گیا۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں،
 لا یصح فی الجہر حدیث - ذکرہ فی
 حنایۃ القاضی -
 جہر تسمیہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اسے
 حنایۃ القاضی میں ذکر کیا گیا۔

یہی امام دارقطنی جب جہر شریف لے گئے کسی مہری کی درخواست سے دربارہ جہر ایک جہز
 تصنیف فرمایا بعض مالک نے قسم دے کر پوچھا کہ اس میں کون سی حدیث صحیح ہے آخر بارہ انصاف
 اعتراف فرمایا کہ

کل ما روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر میں جو کچھ

۲۲۸/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	۲۲۸/۱	لے نصب الزاویۃ الحدیث الحدیث	کتاب الصلوۃ
۲۸۸/۵	ادارۃ الطباعت المشرقیہ بیروت	۲۸۸/۵	باب ما یقول بعد التکبیر	کتاب العزائم
۲۱/۱	دارحداد بیروت	۲۱/۱	کے عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی	مبحث البسملة

امام شریکانی نے نیکل الاوطار میں ذکر کیا ہے۔

فی نیل الاوطار

امام زلیخی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں:

الحاصل ان احادیث البہرہ نہ تثبت علی اثرہ
السید الاثر ہری فی الفتح۔

امام زلیخی نصاب الراۃ میں فرماتے ہیں:

فہذا الاحادیث کلہا یس فیہا صریح صحیح
ولیس مخرجة فی شی من الصحیح ولا
المسید ولا السنن المشہورۃ وفی رواۃہا
الکذا ابون و الصنف والمجاہیل الخ

امام غنی عمدۃ الناری میں فرماتے ہیں:

احادیث البہرہ لیس فیہا صریح بخلاف
حدیث الاحف فانہ صحیح صحیح ثابت
مخرجة فی الصحیح والسید، مصروفۃ و
السنن المشہورۃ۔

خلاصہ یہ کہ ہر کہ حدیثیں ثابت و ہوتیں۔ سید ازہری
نے اس کو فتح میں نقل کیا ہے۔

ان حدیثوں میں کوئی حدیث صریح و صحیح نہیں، نہ یہ
صحیح و مسانید و سنن مشہورہ میں مروی ہوتیں
ان کی روایتوں میں کذاب، ضعیف، مجهول و کذب
ہیں الخ

ہر کہ حدیثوں میں کوئی حدیث صحیح و صریح نہیں بخلاف
حدیث اخفا کہ وہ صحیح و صریح اور صحیح و
سانید و سنن مشہورہ میں ثابت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد چاروں ائمہ مذہب اور بخاری و مسلم و ابوداؤد
وترذی و نسائی و ابن ماجہ چھری ائمہ حدیث اور دارمی و طحاوی و ابن خزیمہ و ابن تہبان و دارقطنی و طبرانی و
ابو یعلیٰ و ابن عساکر و بیہقی و ابوالخیر و ابن عبد البر اکابر حفاظ و اجل محدثین اپنی صحاح و سنن و مسانید و معاجم میں
باسانید کثیر و حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

صلی اللہ علیہ وسلم و خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و خلف بن یکر و عمر و عثمان علم اسمہ
احدا، عنہم یقرأ بسم اللہ الرحمن
میں نے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی کے پیچھے
نماز پڑھی ان میں کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہ سنا

۱۱۲/۱	مطبوعہ مکتبہ امیر یہ بولاق مصر	تبیین الحقائق فصل اذا اراد الدخول فی الصلوۃ
۲۵۵/۱	مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	نصاب الراۃ الاحادیث البدایہ کتاب الصلوۃ
۲۹۱/۵	ادارۃ الطباعت الخیریہ بیروت	عمدۃ الناری النوع الرابع اختلاف الفقہاء فی البسط

وسم في الجهر قليلين بصحيح - ذكره الامام
الدریلع عن التتقی عن مشایخه عن
الدارقطنی والصحف فی الفتح -
امام ابن الجوزی نے کہا :

لریعہ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی الجهر شیء ذکره العادی فی السرقاة .

یہاں تک کہ شیخ میں احادیث جہر کو کرنا گئے :

هذا الاحادیث فی الجملة لا تحسن یمن له
علما بالنقل ان یعارض بها الاحادیث
الصحیحة ، ولولا ان یعارض للصفة شبهة
عند سماعها فیعلم بالصحیحة لكانت
الاعراب عن ذكره اولى ، ویکنی فی صحفها
اعراض المصنفین للمسانید ، والسنة
عن جمیعها .

روایت کیا گیا ہے اس میں کچھ صحیح نہیں ۔ اس میں کو
امام زبیری نے اپنے مشائخ کی شیخ قرار دے کر دارقطنی
سے نقل کیا ہے اور محقق شیخ الحدید میں ذکر کیا ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ میں کوئی
روایت صحیح نہیں ۔ اسے ملاحظہ قاری نے مرقاۃ میں
ذکر کیا ۔

ان احادیث کو صحیح احادیث کے معارض قرار دینا
فعل کے فن میں علم والے کو درست نہیں ۔ اگر ان روایات
کو فقیہ شمس کفیل فہمی کی بنا پر صحیح گمان کر لے گا حدیث نہ ہو
تو یہ ذکر کرنا مناسب تھا ، اور ان روایات کے
ضعف پر دلیل تمام مسانید و سنن کے مصنفین کا ان
کو ذکر نہ کرنا ہی کافی ہے ۔

(ت)

خلاصہ یہ کہ وہ احادیث نہ احادیث صحیحہ کے مقابل نہ ذکر کے قابل ، ولہذا مصنفان مسانید و سنن نے
ان کے ذکر سے اعراض کیا فعلہ فی نصب الراية اس کو نصب الراية میں ذکر کیا گیا ہے ۔ ت ، خود پیشوائے وہابیہ
ابن القیم نے اپنی کتاب مسی بالہدی میں لکھا ،

وبصیحہ تلك الاحادیث غیر صحیحہ وصحیحہا
غیر صحیحہ ۔ نقلہ امام الوہابیۃ الشوکافی

۲۵۹/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	لہ نصب الراية لاحادیث التہذیب کتاب الصلوۃ
۲۸۶/۲	مکتبہ امیر دیر طان	لہ مرقاۃ شرح مشکوۃ باب القراۃ فی الصلوۃ
۳۵۸/۱	مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ	لہ نصب الراية بحوالہ التتقی کتاب الصلوۃ
۲۲۸/۲	مصطفیٰ ابیانی مصر	لہ نیل الاوطار باب ما جاء فی بسم اللہ الخ

الرحیم ^۱ ھذا لفظ مسلم وفي لفظ للامام احمد
والسائي وابن حبان في صحيحه وغيرهم
بامتناد على شرطنا لصحيحه كما افاده في الفتحة
كانوا لا يجهرون ببسم الله الرحمن الرحيم
وفي لفظ لامت خزيمه والطبراني وابي نعيم
كانوا يسرون ببسم الله الرحمن الرحيم
ولابن ماجه فكلهم يخفون بسم الله
الرحمن الرحيم ^۲

وہ بسم اللہ شریف کا جہزہ فرماتے تھے وہ بسم شریف
آہستہ پڑھتے تھے یہ امام مسلم کے الفاظ تھے، امام احمد
نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور دوسروں نے اپنی
صحیح سند کے ساتھ جیسا کہ فتح القدر نے بیان کیا ہے
جی کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ حضرات بسم اللہ کا جہزہ فرماتے
تھے، اور ابن خزیمہ، طبرانی، ابوالکیم کے الفاظ یہ ہیں کہ
وہ بسم اللہ کو پوشیدہ پڑھتے تھے، اور ابن ماجہ کے
الفاظ یہ ہیں کہ، کہ وہ سب بسم اللہ کا اختصار
فرماتے تھے۔ (ت)

یہ حدیث ضعیف ہے جس کی تخریج پر چاروں ائمہ مذہب اور چھٹوں اصحاب صحاح متفق ہیں بلکہ طبرانی
نے انھیں سے روایت کی،

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
كان يسرب بسم الله الرحمن الرحيم ويأبى
وعمر وعثمان وعليه ^۳

امام احمد امام ابو حنیفہ و امام محمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و غیر ہم ابن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے راوی قال،

- ۱۔ صحیح مسلم باب حجة من قال لا يحرم بالبسطة مطبوعه فور محمد ابي المطالب كراچی ۱۴۲/۱
۲۔ مسند احمد بن حنبل مروي از انس بن مالك رضي الله عنه - دار الفكر بيروت ۱۴۹/۲، ۲۰۵
۳۔ فتح القدير باب صفة الصلوة - مكتبة نوريه رضويه سكر
۴۔ صحیح ابن خزیمہ معنی قول انس رضي الله عنه انهم كانوا يسرون الخ مطبوعه المكتبة الاسلامي بيروت ۲۳۹/۱
۵۔ سنن ابن ماجه باب افتتاح القراءت مطبوعه ايجام سعيه كراچی ص ۵۹
۶۔ المعجم الكبير مروي از انس رضي الله عنه حديث ۳۹ مطبوعه مكتبة فيصلية بيروت ۲۵۵/۱
۷۔ صحیح ابن خزیمہ معنی قول انس رضي الله عنه انهم كانوا يسرون الخ مطبوعه المكتبة الاسلامي بيروت ۲۵۰/۱
فت، طبرانی کبیر اور صحیح ابن خزیمہ میں عثمان و علی رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں۔ نیز احمد

سمعنی ابی وانا اقول بسم الله الرحمن الرحيم
فقال ای بنی ایاک والحدث قال ولم ارا احدا
من اصحابی رسول الله صلی الله تعالی
علیه وسلم کان یقبض الیه الحدث فی
الاسلام یعنی منہ قال وصلیت مع التیمی
صلی الله تعالی علیہ وسلم ومع ابی بکر
ومع عمر ومع عثمان فلم اسمع احدا
منهم یقولها فلا تقلها انت اذا صلیت
فقل الحمد لله رب العالمین

یعنی مجھے میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ شریف
پڑھتے سنا، فرمایا اسے میرے بیٹے! بدعت سے
بچو۔ ابی عبد اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ میں ان سے زیادہ کسی کو اسلام
میں نئی بات نکالنے کا دشمن نہ دیکھا، انھوں نے
فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بکر
صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
ساتھ نماز پڑھی کسی کو بسم اللہ شریف پڑھتے نہیں
سنا تم بھی نہ کہو جب نماز پڑھو الحمد للہ رب العالمین
سے شروع کرو۔

انہی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی امام کو بسم اللہ جہر سے پڑھتے سنا، پکار کر فرمایا،

یا عبد الله انی صلیت خلف رسول الله صلی
الله تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کے پیچھے نماز میں پڑھیں ان میں کسی کو بسم اللہ جہر
سے پڑھتے نہ سنا، اس کو امام اعظم رحمہ اللہ نے
روایت کیا اسے فتی میں ذکر کیا گیا۔

امام اعظم و امام محمد و امام احمد و امام طحاوی و امام ابو عمر ابی عبد اللہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے راوی :

الجهر بسم الله الرحمن الرحيم قسوة
الاعراب

بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنی گواروں کی
قراءت ہے۔

سنة جامع الترمذی باب ما جاء فی ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۳۳
مسنی ابن ماجہ باب افتتاح القراءات مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۹
سنة مسند الامام الاعظم بیان عدم الجهر بالمسئلة نور محمد اصح المطابع کراچی ص ۵۸
فتح القدیر باب صفة الصلوة • مکتبہ نووریہ رضویہ سکھر ۱/۲۵۳
سنة شرح معانی الآثار باب قراءات بسم الله الرحمن الرحيم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰
المصنف لابن ابی شیبہ من کان لا یحکم بسم الله الرحمن الرحيم • دار الفکر القرآن الکریم کراچی ۱/۴۱۱

نیز اسی جناب سے مروی ہوا :

لہر بجھر السبحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بالبسملۃ حتی مات۔ ذکرہ المحقق فی
الفتح۔

آرم بسند صحیح عکرم تا بنی شاکر و خاص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :
ابو ابراہیم بن جہر ت بعسم اللہ الرحمن الرحیم۔
سید بن منصور اپنی سنن میں راوی :

حدیثنا احمد بن حنبل عن کثیر بن شظیر ان
الحسن سئل عن البجھر بالبسملۃ فقال
انما یفعل ذلک الاحواب۔

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں امام ابراہیم رحمہ اللہ سے راوی : البجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم
بدعت۔ بسم اللہ شریف جہر سے کہنا بدعت ہے۔ آرم انھیں سے راوی :
ما درکت احدا یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم
والجھر بہا بدعت۔
میں نے صحابہ و تابعین میں کسی کو بسم اللہ شریف کا جہر
کہتے نہ پایا اس کا جہر بدعت ہے۔

سبحان اللہ ! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو اترو گناہی حضرات عالیہ کے نزدیک کچھ بھی
ثبوت ہوتا تو کیا یہ اجزہ صحابہ و تابعین صاف اللہ سے بدعت بتاتے یا گناہوں کا فعل کر سکتے تھے وکن البجھرۃ
یقولون ما لا یصلون (لیکن جاہل لوگ غیبر معلوم باتیں کرتے ہیں۔ ت) نہایت کہ امام الفقہ امام الحرمین
اودھ الاولیاء و احمد المجتہدین سیدنا امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار جہر بسم اللہ کا قول سخت مجرور
مخبرنا اور اس کے اخفا کو افضل و ادلی سمجھنا تمہر عقائد اہل سنت جانا محدث و لکائی کتاب السنہ میں بسند
صحیح راوی :

سلف فتح القدیر باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۵۴/۱

سلف نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ سنن سید بن منصور کتاب الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۲۵۸/۱
سلف مصنف ابن ابی شیبہ من کان ویجھر بسم اللہ الخ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۴۱۱/۱
سلف نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ آرم کتاب الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۲۵۸/۱

ہے نمازیں افغانی کرے اور بیرون نماز بھی اتنا ہی قاری خاص صرف پر وجہ اولیت ہے نہ بطور وجوب و لزوم و ضرورت۔

لما قد متان القرآنات كلها حقة بالیقین
لا احتمال فيها للخطأ ولا ياب في بعضها بعضا
ولا يجرى شيء منها لاجب ولا افراد مالم
يؤد التلخيص الى التفسير بخلاف المجتهدين
الخلافة فان المجتهد يخطئ ويصيب فلا
نقد وعما اعتقدنا انه صواب يحتمل الخطأ
ان ما ظن ان خطئ يحتمل الصواب ولشئ
لفقت لربما اتفق الا قول حل فساد العمل۔
کوہم خطا سمجھیں گے اس کو نہیں اپنائیں گے کیونکہ ہم اعتقاد کے پابند ہیں اگرچہ فی الواقع اس کی خطا کا احتمال
ہے، اور یہاں اجتہاد کی مسائل میں مختلف مجتہدین کے اجتہاد کو اپنانا عمل میں فساد پیدا کر دے گا۔ (د ت)
مجتہبی شرح قدوری پر کفایہ شرح پر آید پھر رد المحتار ناشرین سے ہے۔

لا يجهر بها في الصلوة عندنا خلافاً لما في
وفي خارج الصلوة اختلاف الروايات و
المشايخ في التقوؤ والتسمية قيل يخفى
التقوؤ دون التسمية والصحيحة انه يتخير
فيهما ولكن يتبع امامه من القراء
وهم يجهرون بهما الا حمزة مامنه
يخفيهما أتم۔
ہمارے نزدیک نماز میں جہر نہیں ہے، امام شافعی
اس کے خلاف ہیں اور خارج از نماز بسم اللہ اور
احوذ باللہ میں مشائخ اور روایات کا اختلاف ہے
ایک قول میں احوذ باللہ کو مخفی اور بسم اللہ کو جہر کے
ساتھ لیکن صحیح یہ ہے قاری کو اختیار ہے کہ دونوں
کو آہستہ پڑھے یا بلند پڑھے، لیکن ائمہ قراء میں
اپنے امام کی اتباع بہتر ہے امام حمزہ جہر کے قائل
نہیں ہیں باقی ائمہ جہر کے قائل ہیں (د ت)

بحمد اللہ تعالیٰ یہ خیالات جدیدہ و ہا بیہ کے رد میں ہمارے علماء کا نص صریح ہے۔

افادہ سابعہ عشر اقول وبالله التوفيق حقیقت امر یہ ہے کہ روایات قراء

سہو المختار بحوالہ الکفایۃ عن المجتبیٰ فصل واذا اراد الشروع فی الصلوة الخ مطبوعہ جامعہ اسلامیہ مکتبہ نوری کراچی ۱/۲۹۰

طبیقہ قرآن فخرنا بذکرہ تدریس و تعلیم و تلقی تلامذہ عن الشیوخ ہیں تو یہ جہر و اخفا اوقات تعلیم و اقرا کی خبر دیتے ہیں نہ خاص حال نماز کی حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تو طریقہ تعلیم قرآن عظیم معین رہا کہ تلامذہ پڑھتے سنتے سنتے تکرار کرنا شروع کر سکتے جس میں سوال و جواب و تفہیم و تفہیم کا کوئی موقع نہیں، بیرون نماز بھی قراءت شیعہ کا دستور نہ تھا بلکہ اسے ناکافی سمجھتے اگرچہ یہاں ممکن تھا کہ جو طرز ادا تلمیذ کی کچھ میں نہ آتا وہ دریافت کر لیتا استاد اعادہ کر دیتا، اتفاق شریف میں ہے۔

اوجه التحمل عند اهل الحديث السماع من لفظ الشيخ والقراءة عليه، والسماع عليه بقراءة غيره، والمناولة والاجازة، والمكاتبة والعرضية والاعلام والوجادة، فاما غير الاولين فلا ياتي ههنا يعلم مما سنذكره، واما القراءة على الشيخ فهي المستعملة سلفا وخلفا، واما السماع من لفظ الشيخ فيحمل ان يقرب به ههنا الصحابة رضي الله عنهم انما اخذوا القرآن من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لكن لم يأخذ به احد من القراء والمنم فيه ظهري لان المقصود ههنا كيفية الاداء ليس كل من سمع من لفظ الشيخ يقدر على الاداء كهيأته، بخلاف الحديث فان المقصود فيه المعنى واللفظ لا بالهيأت المستعملة في اداء القرآن، واما الصحابة فكانت فصاحتهم وطباعهم السليمة تفقضي قدرتهم على الاداء كما سمعوه من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لانه نزل بفهمهم، وما يدل للقراءة على الشيخ

محدثین کے ہاں اپنے شیخ سے حدیث اخذ کرنے کے کئی طریقے ہیں، شیخ کے الفاظ کو سنتا، شیخ پڑھنا، دوسرے شاگرد کو پڑھتے ہوئے سنتا، لکھے ہوئے کو لینا، مرویات کی اجازت لینا، لکھنا، وصیت کے طور پر اپنا اطلاع حاصل کرنا، شیخ کے لکھے ہوئے کو پہچان کر یاد کرنا، لیکن قرآن کی قراءت کے بارے میں پچھلے دو طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقے جائز ہیں جیسا کہ اس کی وجہ ہم بیان کریں گے، یہاں قراءت میں شیخ پر شاگرد کا پڑھنا ابتداء سے آج تک مروج ہے اور شیخ سے سنتا بھی یہاں جائز ہو سکتا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے قرآن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سن کر اخذ کیا ہے، لیکن قراءت حضرات نے اس طریقہ کو نہیں اپنایا اس کی وجہ یہ ہے کہ قراءت میں ادائیگی کی کیفیت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ استناد کی ادائیگی کی کیفیت کو محض سنتے پراخذ کر لے، لہذا قراءت میں یہ طریقہ منع ہے مگر حدیث میں معاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہاں معنی یا لفظ مقصود ہوتے ہیں لیکن ادائیگی والی کیفیت قرآن کی طرح یہاں معتبر نہیں ہے، ہاں صحابہ کرام کا معاملہ

عروض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القرآن
 علی جبریل فی رمضان کل عام
 اللہ ہے کیونکہ وہ اپنی فصاحت اور سلامتی میں کی بناء پر
 حضور علیہ السلام سے سن کر قرأت کو کسی کیفیت سے
 نہ کرنے پر قدرت رکھتے تھے اور اس نے بھی کہ قرآن ان کی لغت میں نازل ہوا ہے، اور قرآن کو اخذ کرنے میں شیخ
 کو سنانے والا طریقہ اس نے بھی جائز ہے کہ ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان میں جبرائیل علیہ السلام کو
 قرآن سناتے تھے اہل بیت،

اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اگرچہ بسبب کمال افتادہ حضور فاطمہ کمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نہایت
 استعداد لغوی و اہل رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر سیکھا مگر وہ بھی بطور تعلیم و تکمیل
 ظاہر و باطن و نظم و معنی و حکم و حکمت تھانہ یوں کہ صحت نماز میں قرأت اقدس سے لفظ یا، کرتے، صحابہ کرام و اہل بیت
 آیتیں مع ان کے علم و عمل کے سیکھتے جب ان پر قادر ہو جاتے و کس اور تعلم فرماتے۔ اسی طرح امیر المؤمنین علی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۃ بقرہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب حمزہ رضی اللہ عنہ نے ذرا
 کیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال میں پڑھی کہ جس قدر تدریس دیر زادہ، ابن عباس حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قابل،

کناذ تعلت من العی صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم عشر آیات من القرآن لم تعلم من
 العشر التي مرلت بعدد حتى تعلم ما فیہ
 فقیل لشریک من العمل قال نعم
 بحرم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن کی دس
 آیات کا علم حاصل کرتے تو اس کے بعد والی دس آیات
 کی تعلیم حاصل نہ کرتے جب تک پہلی آیات میں بیان شدہ
 اعمال کو معلوم نہ کر لیتے شریک سے پوچھا گیا کہ آیات کے
 بیان شدہ اعمال بیان سیکھنا مراد ہے، تو انہوں نے کہا ہاں

ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ابو عبد الرحمن ثمالی سے راوی، قال،

حدثنا من كان یقیننا من اصحاب رسول الله
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہم کما یقترون
 من رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 عشر آیات ولا یأخذون فی العشر الاخری
 صحابہ کرام میں سے جو حضرات ہمیں قیامت پر حاضر تھے انہوں
 نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دس آیات
 پڑھتے اور ان کے بعد دس آیات کو اس وقت تک
 اخذ نہ کرتے جب تک پہلی دس آیات کے علم و عمل کو

حق یعلموا ما فی ہذا من العلو والعمل و۔۔۔ نہ سیکھ لیتے، یوں ہم علم اور عمل دونوں کو حاصل کرتے۔ (ت)

ابن سعد طبقات میں بطریق عبد اللہ بن جعفر عن ابی الخضر عن میمون اور امام مالک موطا میں بلائ راوی،
ابن ابی شیبہ علم البقرة فی ثمان سنین۔۔۔ جیشک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ بقرہ کو آٹھ سال میں سیکھا۔ (ت)

غنیب بغدادی کتاب رواۃ مالک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال،
تعلو عمر البقرة فی اثنی عشر سنة فلما حسنها نحر جزو رایتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ بقرہ کو بارہ ماں میں سیکھا، جب انہوں نے اسے ختم کیا تو ایک اونٹ ذبح کیا۔ (ت)

تو ظاہر ہوا کہ یہ روایات جہود اخفاءات خارج از نماز کی نقل ہیں اب بحوالہ تعالیٰ اُس ارشاد علماء کا راز واضح ہوا کہ بیرون نماز اتباع امام قرات مناسب ہے اس کی نظیر منیر مسئلہ تعوذ ہے عامۃ قرا کا اُس کے جسم پر اتفاق ہے، امام اجل ابو عمرو دانی نے اس پر احتجاج اہل اداء نقل فرمایا، امام عارف باللہ شاطبی نے باوصف حکایت خلافت تصریح فرمائی کہ بارہ سال بعد روایہ اُس کا صحیح نہیں مانے۔ تیسرے باب ذکر الاستعاذہ میں ہے۔

لا اعلو خلافا بین اهل الاداء فی الجہر بہا عند فتاح القرن وعند الاہتداء بروس الاجزاء وغیرہا فی مذهب الجماعة اتباعا للنہی واقتداء بالنسۃ۔۔۔ قرآنی نص اور سنت کی اتباع میں قرآن کی ابتداء میں اور پاروں وغیرہ کی ابتداء میں تلاوت شروع کرتے وقت جیسا کہ ایک جماعت کا مذہب ہے۔ ائمہ مذہب کو جہر سے پڑھنے میں اہل اداء یعنی قراء حضرات کا اختلاف نہیں ہے۔ (ت)

عمر بن الخطاب رواۃ علی، محمد فصلہا ۱۲۸ اگرچہ تعوذ کے بارے میں مختلف صورتیں مروی ہیں ۱۲۸ احادیث

۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب فضائل قرآن ۱، ۵۵ ۲۔ حلیۃ ۹۹، ۷۸ مطبوعہ دار القرآن کراچی ۱۰/۴۰
۳۔ موطا امام مالک باب ما جاء فی القرآن مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱۰/۱۹۰
۴۔ رواۃ مالک للغنیب بغدادی باب ذکر الاستعاذہ

حرز الامانی و درجہ التہانی میں ارشاد فرمایا : سہ

اذا ما اردت اللہ ہر تفرغ فاستعن
بجہار من الشیطان باللہ مسجلاً
(تو زندگی بھر جب بھی قرآن کی قراءت کرے تراویح کو بلند آواز سے پڑھے، مسجلاً تہ)

سراج القاری میں ہے :

”قوله مسجلاً ای مطلقاً لجميع القراء و
فی جمیع القراء“
پھر فرمایا : سہ

واخفاؤه فصل آپ : وعاتنا
وکر من قی کا لہدوی فیہ احیلاً

اس کی شرح میں ہے :

ای دوی اخفاء التحدیث عن حمزة و نافع اشار
الی حمزة یا نفا من فصل و الی نافع یا نافع
من ابیہ و جہربہ ابی قوت و ہم ابن کثیر و
ابو عمرو و ابن عاصم و حاکم و الکافی
هذا هو المقصود بهذا النظم بالباطن
وبہ نظر علی ان من ترجع قراءتہ الیہم
من الامة ابو الاخفاء و لہ یاخذ وایہ بدل
اخذ و بالجمع للجمع و لذلک امر بہ
مطلقاً فی اول الباب : ملخص

یعنی امام حمزہ اور نافع سے اخوذ باندہ کا حصاد مروی ہے
مصلیٰ کہ سہ نمبرہ کی طرف ”آباد“ کے الفاظ سے
نافع کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور باقی حضرات نے
اخذ باندہ کو جہر مانا ہے اور باقی حضرات یہ ہیں ابن کثیر،
ابو عمرو، ابن عاصم، حاکم اور امام کسائی۔ باطنی طور پر
اس نظم کا یہ مقصد ہے اور ظاہر میں انہوں نے یہ تنبیہ کی ہے
کہ جہر ائمہ کی طرف قراءت منسوب ہے انہوں نے اخفاء
کا انکار کیا ہے اور اس پر غل نہیں کیا بلکہ انہوں نے
اخذ باندہ کا جہر کیا ہے اور یہاں اول میں مطلقاً کہہ کر تمام
قرآن میں قحود کے جہر کی طرف اشارہ کیا ہے (ت)

۱۰ ص	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الاستعاذہ	سہ حرز الامانی و درجہ التہانی
۳۱ ص	” ” ” ”	باب الاستعاذہ	سہ سراج القاری المندی شرح منظومہ حرز الامانی
۱۰ ص	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الاستعاذہ	سہ حرز الامانی و درجہ التہانی
۳۷ ص	” ” ” ”	باب الاستعاذہ	سہ سراج القاری المندی شرح منظومہ حرز الامانی

اب کون عاقل کہے گا کہ یہ اہل حق جمہور رداۃ و اتحاق جمیع اہل ادا نماز وغیر نماز سب کو شامل وہ سب تمام قراء کے طور پر نماز میں بھی اعوذ بکھر پڑھتے تھے غاشائیکہ قطعاً یہ روایات و نقل سب حمل روایت و تلاوت بیرون نماز سے متعلق ہیں لا جرم شرح میں فرمایا:

قوله فاستعد جہاراً اھو السحار لما اثر القراء
وهذا فی الاستعداد القاری علی المقسودی
او محضۃ من یسمع قراءۃ تہ اما من قرا
خالیاً او فی الصلوۃ فالأخف ادنی
انام علی جلال سیر علی اتقان میں کتاب النشر تمام القراء محمد محمد ابی الجزری سے ناقل

المختار عند ائمة القراءۃ الجہر بہا وقیل
یسر مطلقاً وقیل فیما عند العائتہ وقد
اطلقوا اختیار الجہر وقیدہ ابو شامہ
بقید لا بد منه وهو ان یکون بحضرة من
یسمعه لان الجہر بعود اصہر شعبہ
القراءة کالجہر بالتبیین والتکیرات العید
ومن فوائدہ ان الماسع ینصت للقرءاءۃ
من اولہا لا یطوتہ منہ شیء و اذا اخفی القوۃ
لم یعلم الماسع بہا الا بعد امت فاقہ
من المقصر و شیء وهذا المعنی ھو العاصف
بیب القراءۃ فی الصلوۃ وخارجھا اشد
لا علم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ سماع ابتداء فوت ہو جاسکے گا، نماز اور خارج نماز اعوذ باللہ کے بارے میں یہی
وہ فرق ہے۔ (ت)

افادہ خامسہ عشر قرآنیت بسم اللہ ضروری ہے مگر وہ ہرگز من حیث الروایہ ثابت

نہیں بلکہ کئی بت مصاحف و اجماع علی التجرید سے ولیدہ واجب امام ولی صالح قدس سرہ المجید نے قصیدہ میں فرمایا:

وبسمل یعنی السورۃیں بسنۃ

بحال نموہا دریۃ و تحملا

(دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ سنت صحابہ سے ثابت ہے جس کو انھوں نے جاری رکھا، حمل و نقل کے طور پر)

شرح علامہ نے صاف تصریح فرمادی کہ اس ادا یا سنۃ النبیؐ نموہا کتابۃ الصحابة لہا فی المصحف (سنۃ النبیؐ نموہا سے مراد صحابہ کرام کا بسم اللہ کو مصحف شریف میں لکھا ہے۔ ت، پھر اس کا حاصل بھی صرف اس قدر کہ بسم اللہ کلام الہی ہے نہ یہ کہ ہر سورت کی جڑ سے یا ختم میں ہر جگہ اُس کا جہر لازم کیا مسدوف الافادۃ نسادۃ (جیسا کہ چھٹے افادہ میں گزارشات)، اور جب اسے چھوڑ کر نفس روایت بمعنی متعارف کی راہ لیجئے اور صرف اس کی صحت کو مناط مان کر اثبات دہی کا حوصلہ کیجئے تو یہ محض باطل و بوسس علیٰ ظن فقط صحت روایت پر مذکور قراءات ہونے سے کیا مقصود ہے؟ آیا یہ کہ صرف اس قدر سے قرآنیت ثابت ہو جاتی ہے تو قطعاً مردود کہ قرآنیت بے دلیل قطعی یقیناً مفقود، افادۃ ششم میں اس کا بیان موجود۔

أقول ین متا یوں، قرآن ہونا محض شہرت سے اگرچہ قراء سبعہ سے منقول ہو ثابت نہیں ہوگا جب تک قطعی قراء سے تمام اجزاء منقول نہ ہوں، اگرچہ قراء کا بعض اجزاء کے بارے میں علم نہیں تو متواتر ہونے کے لئے تیسے ہاں قوار ضروری بھی نہیں ہے۔ (ت)

أقول ولا نسلم انه فی القرآن حق عند السبعة ما لم یثبوتوا ان اشتہارہ ببل القرآن متواتر قطعیاً بجمیع اجزائه وان لم یثبوت عن قراء بعضہ فلیس من شرط المتواتر قراءۃ عندك۔

آقان میں ہے،

لا خلاف ان کل ما هو من القرآن ینجب ان یکون متواتراً فی اصلہ و اجزائه و اما فی محصلہ و وضعہ و ترتیبہ فکذلک عند محقق اهل السنۃ للقطع بان العادۃ تقضی بالتواتر فی تفاصيل مشلہ لامت هذا

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو کچھ قرآن کا حصہ ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اور اس کے تمام اجزاء متواتر ہوں، قرآنی حصہ کا محل، مقام اور ترتیب بھی اسی طرح متواتر ہونا اہل سنت کے محققین کے ہاں ضروری ہے کیونکہ اس معاملہ میں تفصیل عادتاً متواتر سے ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ

المعجز العظيم الذي هو اصل الدين القويم
والعراط المستقيم ما توفى الدواعي على
نقل جملته وقد صيله فنا نقل احاد اوله
يتواتر يقطع بانه ليس من القران قطعي الخ

اور اگر یہ مراد کہ جب روایت صحیح ہو رد نہ کریں گے صرف اسی قدر پر ٹھننا جائز سمجھیں گے تو اولاً یہ بھی چاروں
مذہب میں باطل تہمور محققین شراہ و محدثین و فقہاء اصولیین اس کے بطلان کے قائل

اقول كيف لا وان الكلام في قراءته قرأنا و
هي موقوفة على ثبوت قرأيت الموقوفة
على تواترها والا فلا شك في جواز قراءة
الاحاد بل الشواذ للاحتجاج بها في حكم
كثير الواحد الاستشهاد به على مسئلة
ادوية مثلاً فالمرية قد قرأيتها ولم
يروها والاحرم باجماع مسلمين كما في
عليه في غيث النغم عن
ابن القاسم النويري في شرح
طيبة النشر عن الامام ابن عمر
في التمهيد

اقول یہ کیسے نہ ہو جبکہ بحث قرآن ہونے کے لحاظ سے
قراءت میں ہے، قراءت بطور قرآن کا ثبوت اس کے
قرآن ہونے پر اور قرآن ہونا موقوف ہے اس کے تواتر
پر اور نہ محض قراءت کا جواز تو احاد بلکہ شاذ سے بھی
ثابت ہو جاتا ہے جبکہ کس سے کسی حکم کا استدلال
کرنا ہو صیغہ خبر واحد کا حکم ہے یا اس کو کسی ادب کے
ذات سے لے کر ثناء بنانا مقصود ہو بشرطیکہ سے قرآن
نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس سے قرآن ہونے کا وہم
پیدا ہو، ورنہ قرآن ہونے کا استناد کرنا تمام مسلمانوں
کے اجماع پر زام ہے جیسا کہ اس کی تصریح غیث نشیخ
میں ابوالقاسم نویری کے حوالہ سے کی ہے کہ انھوں نے
طیبة النشر کی شرح میں امام ابوہریرہ کے حوالہ سے کہ انھوں
نے تمہید میں ذکر کیا ہے۔ (د ت)

غیث النغم میں ہے

مذہب الاصولیین و فقہاء المذاہب
الاربعة والمحدثین والقواد اعتمد
التواتر شرطاً في صحة القران ولا تثبت

اہل اصولی چاروں فقہاء کرام، محدثین اور فسر
حضرات کا مذہب یہ ہے کہ قرآن کی قراءت کے طور پر
متواتر ہونا ضروری ہے، اور محض صحیح سند سے ثابت ہونا

بالسند الصحيح غير المتواتر ولو وافقت رسم
المصاحف العثمانية والعربية وقال الشيخ
ابو محمد مكي القراءة الصحيحة ما صح
سندها الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
وساغ وجهها في العربية ووافقت خط المصحف
وتبعه عبيد الله بعض المتأخرين ومثو عليه
ابن الجوزي في نشره وطيبته وهذا قول
محدث لا يعول عليه ويؤدى الى تسوية غير القراء
بالقرآن ولا يقدح في ثبوت التواتر اختلاف
القراء فقد تواتر القراءة عند قوم دون قوم الخ

کافی نہیں ہے اگرچہ وہ الفاظ مصاحف عثمانیہ کے رسم الخط
اور عربی کلام کے معیار پر کیوں نہ ہو شیخ ابو محمد کی سہ فرمایا
کہ قراءۃ صحیحہ وہ ہے کہ جس کی سند حضور علیہ السلام و
السلام تک صحیح ہو اور اس کا انداز عربی ہو اور قرآنی
رسم الخط کے موافق ہو اس کو بعض متاخرین نے معیار
بنایا ہے اور ابن جریر نے بھی اپنی کتاب نشر اور طیبہ
میں اس کی پیروی کی ہے حالانکہ یہ معیار سنی بات ہے
اور اس پر اعتقاد میں کیا جاسکتا کیونکہ اس سے قرآن
اور غیر قرآن مساوی ہو جائیں گے۔ تو ترک ثبوت
میں قراء حضرات کا آپس کا اختلاف مانع نہیں ہے
کیونکہ ہر ایک قرات سے قرات کرتا ہے اگرچہ ہر ایک کا
قرات مختلف ہے الخ

اور بعض متاخرین کہ جازر کہتے ہیں۔ جی شہادت واستفادہ قرآن شہرہ کرتے ہیں بحدیث روایت پر قناعت
کسی معتقد فی الفن کا قائل نہیں خود امام ابن الجوزی جنہوں نے نشر میں یہ ضابطہ باندھا کہ

كل قراءة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت
احدى المصاحف العثمانية ولو احتمالا و
صح سندها فهي القراءة الصحيحة

انہیں نے اس ضابطہ کی تشریح میں آپ ہی فرمایا

اذ كانت القراءة معاشاع وداع وتلقاه الائمة
بالاسناد الصحيح اذ هو الاصل الاعظم و
الركن الاقو

ہر وہ قرات جو کسی طرح عربی معیار مصاحف عثمانیہ
میں سے کسی سے موافق ہو سنے کا احتمال اور اس کی
سند صحیح ہو تو یہ قراءۃ صحیحہ ہے (۱۰)۔

جب وہ قراءۃ مشہور و معروف ہو اور امت نے صحیح
سند سے اس کو قبول کر لیا ہو یہ اس لئے ضروری ہے کہ
تفنی است، رکن اعظم اور مضبوط بنیاد ہے (۱۱)۔

لے فیث النفع فی القراءات السبع علی عاشر سراج القاری، قواعد تشبیہ الی جزاء، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۶۵

۴۵ / ۱
۴۵ / ۱
۴۵ / ۱
۴۵ / ۱
۴۵ / ۱
۴۵ / ۱

ثانیاً اگر بالفرض یہ مسلم بھی ہو تو اس سے حاصل کتنا بڑا قرأت نہ ہو وجہ قرآنیت، یہ محض ایک امرائے
 و خارج ہے جس سے لزوم و ضرورت ثابت ہو سکے نہ بحال ترک کسی عاقل کے نزدیک حکم نقصان ختم کی راہ ملے۔
 اللهم الا عند معصون تابذ العقول لا یسمعون اے اللہ! مگر جو معصون بے عقل ہو جو بات کو نہ سنے نہ دیکھے
 ما یقال ولا یدعی ما یقول۔
 کرو کیا کہہ رہا ہے۔ (ت)

بالجہ یہاں تین چیزیں اثبات مسلمین کتابت مصاحف و روایت منصوصہ۔
 اول قرآن اول بحث سے محض پر رازاں جس سے جزئیات سورہ و کثرت قرآنیت کا اثبات بھی ظاہر ابطلان
 ثانیاً روایات جہر و اثبات سب بیرون نماز کی حکایات اُس سے مطلق نماز یا خاص ترویج پر محکم
 ناقابل التفات۔

ثالثاً بعض باطل بطور منظرہ ادا کئے نقصان ختم میں یوں بھی کلام کے خلاف و اثبات دونوں طور پر قرآن تمام
 دوم ثبوت قرآنیت پر ضرور دلیل مبین مگر ما شا جزئیات سورہ و جہر فی الصلوٰۃ سے علاقہ نہیں نہ تکرار نزول
 تعدد آیات پر دلیل معقول تو ایک بار پر اقتدار میں نقصان ختم کا رسم مخدول۔

سوم کی دو صورتیں ہیں، تو اگر پانچ و صحبت اور سرانجام بارہ جہر فی التراویح یا در باب جزئیات
 بسم اللہ شریف میں تو انھیں تو سب سے ۱۰ قرآنیت ہی ہیں۔ بجزیت پر رسد اور جہر نہ کر و جزئیات سورہ میں
 نفسی صحت معصوم تا بتاریخ پکشد خود قائلان جزئیات صحت طہیت اور تائید طہیت اور عندہ تحقیق شکائے طہیت خود نشانی جزئیات و اثبات
 صحابہ و تابعین و جمہور محدثین کو اس سے، حکار اور قول جزئیات کے محدث و نوید ہونے کا صاف اظہار، ہاں صرف
 و بارہ فاتحہ بعض اجراء آدہ کر کہ عندہ تحقیق مخالفت قاطع کے سبب جمہور و مجرّد صحت روایت پر اقتدار
 قناعت باطل و مقصور، پھر علی التسلیم اُن سے ثابت ہوگا تو وہ امر جدید جو دوسرے مخالفت کے علوم و خصوص دونوں کا
 مخالفت و رد شدیدی یعنی صرف جزئیات فاتحہ تو بر شہرت پر جہر کے لئے یہ تعلیم سورہ کا رد ہو اور فاتحہ کے ساتھ قرآن
 جہر میں احتیاط کس وجہ سے اس نے تخصیص تراویح کو باطل کیا یہ تو امور ثابت تھے و لو بوجہ جن میں مخالفت کے لئے
 اصل سند کوئی صورت کسی پہلو پر اُس کی مستند اور ہمیں سے واضح کہ مسئلہ کو منصوصہ قطعیہ اجماعیہ غیر جہاد
 ماننا مذہب کو اس میں دخل نہ جانتا محض جہل مسترد اب نہ رہا مگر یہ جابلانہ ظہر ناظم کہ جزئیات سورہ یا جہر فی التراویح
 مذہب عامہ اور اُن کی قرأت کے آخذ پر جہر و احتیاط نماز میں اُن کا اتباع لازم اول ان قرأت بر فقر او تحت
 اور ثانی محض جہل و سفاہت مخالفت تصریح انہ حنفیت غرض حفاظت حنفیہ پر سرسورت پر جہر محض ظہر و قسمہ
 نہ شرع سے اس پر دلیل قائم بلکہ دلائل شرعیہ اصلہ و فرعیہ ہمارے قول پر حاکم ہمارے ہی قول کی تائید و راعی مصالح شرعیہ
 ہمارے ہی قول کی طرف الی و لله الحمد والمنة والصلوة والسلام علی نبینا سید الانس والجنہ و آلہ وصحبہ
 و سلم و ات الجنة۔ آمین!

تذیل

الحمد للہ آفتاب عالم تاب ہے حق و صواب بے نقاب و حجاب، شک و ارتباب جلوہ فرمائے منظر احباب ہر اب کیا حاجت کہ مشروبات زائدہ و لغویات بے فائدہ کے رد و ابطال میں تفسیر وقت کیجئے زید بے قید اپنی شدت جہالت و قوت سفارت کے باعث خود اس قابل نہیں کہ اس کی بات قابل التفات ہو اس نے کوئی مطلب روشن علم پر تحریر نہ کیا نہ وہ تناقض و شہرہ تعارض نے بجا بجا پای لکھا، خود رد کر دیا، ہنوا و اجتراد و مکارہ و افتراء سب و شتم علیہ کرام بیت اللہ الحرام کے ماوراجو باتیں اصل مقصد میں لکھیں اپنے دونوں قبر عور ہی کے کلام سے اخذ کیں مقبول ہیں گنگوہی صاحب نے طرہ متاشا کیا کہ اول تو اپنے پیشوا جناب قاری صاحب کا صاف رد لکھ قاری صاحب نے فرمایا تھا اس مسئلے میں مذہب کو کچھ دخل نہیں، سنو ہی صاحب فرماتے ہیں قید یہ باطل میں داخل نہ ہوں کیا معنی صریح اجتہاد یہ ہے جس کا مذہب جسدہ تام، عظم کا مذہب اختفاء ہے جس کی پیروی یکے دست و بجا ہے قاری صاحب جعفری الختم اگرچہ نماز میں تو جس کی روایت ہے، عاصم کی قرائت ہے منقول من الرسول راجح صحت ہے، گنگوہی صاحب صحت نہیں کہ عاصم کی اس بات سے نقل اجتہاد سے، ہاں مذہب سب بجا ہیں یوں ہی و رشاد ہے، قاری صاحب یہ اُن امور سے جن میں نزاع کی گنجائش ہی نہیں یہاں تک کہ مذہب بھی خلاف سے کنارہ گزریں، گنگوہی صاحب قبلہ یہ لاف ہے صاف گرفت ہے، خود اکثر سنت نزاع کر رہے ہیں، خود امام اعظم کا صریح خلاف ہے، قاری صاحب یہاں چاروں مذہب میں صرف صحت روایت پر مابکار ہے، گنگوہی صاحب حضرت چاروں و کنارہ خود اپنے مذہب میں اس سے انکار ہے، قاری صاحب جب مسئلہ بروایت صحیح نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہو چکا خلاف ابوحنیفہ باقی ہی کب رہا؟ اذ، صحیح الحدیث فہو ہذا ظہری (جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت) قول احناف ہے تو بعد صحت روایت خلاف و مخالف سے مطلع صاف ہے گنگوہی صاحب قبلہ یہ تو بدایت مردود خلاف امام اعظم قطعاً موجود، قاری صاحب بعد صحت روایت کسی مذہب کی کیا حاجت یعنی کوئی خلاف کرے بھی تو کیا قابل سماعت، گنگوہی صاحب واہ حضرت سب حق و ہدایت جس کی اقتداء کرو ابتداء کی بشارت، عنس رض ادو قاری صاحب کے خیالت کا رد لکھی فرما کر اخیر میں سارا دھڑا قاری صاحب کے سر و سرکہ کہ یہ شب کچھ ہے مگر حافظوں پر وہی ضرور جو حضرت قبلہ قاری صاحب کو منظور، ملک خدا سے غالب کا حکم جناب قاری صاحب کا جو ہر صورت پر جہر بسم اللہ نہ کرے گا ختم کامل کے ثواب سے محروم پھرے گا۔

اقول ای سب خرافاتوں کا رد بالغ و طرز بازنہ و طرز طرح سے افادات میں گزرا یہاں حضرت اولاً اتنا دریافت کرنا ہے کہ جب سب مذہب حق تھے سب کا اتباع ہدایت سب کے اقتدا کی عام اجازت تو اب حفاظ پر خاص ایک ہی کا اتباع کیوں لازم و ضرور ہو گیا جنھیں کا خلافت تو پہلے بھی معلوم ہی تھی اس وقت تو آپ یہی فرما رہے تھے کہ اس میں عیب نہ اس میں حرج اب قاری صاحب کے فرمان میں کیا کسی تازہ وحی نے نزول کیا جس نے ایک حق کو ناحق ایک ہدایت کو ضلالت، ایک جائز کو ناجائز کر دیا۔

ثانیاً یہ آپ فتویٰ لکھ رہے ہیں یا کوئی اپنی خانگی نچایت، قاری صاحب کا فرمان حدیث ہے یا آیت یا فقہی روایت، کون سی شرعی حجت۔

ثالثاً ثبوت تو دیجئے کہ مذہب جنھیں تمام سورتوں میں جبرئیت بسا مل تھا۔

رابعاً پہلے اسی سے پہلے کہ امام جنھیں کو منصب اجتہاد حاصل تھا۔

خامساً مسئلہ اجتہاد یہ ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے فتویٰ میں ذکر فرمان پانی پت تک جو کچھ لکھا سب پر پانی پھیر لیے اور اگر ہاں تو آپ اجتہادیات میں امام اعظم ملت امام ائمہ امت کے متقدم ہیں یا مجتہد العصر پانی پت کے، اتباع ہوا عقیدہ امام کو آگ دکھانا، پانی پت کی خاک پر دھونی رمانا، کس نے مانا اور یوں بھی سہی تو آپ کو اپنی ذات کا اختیار مسلم حنفیہ کو ان کے ساتھ امام فتویٰ بتانا ایسا سستہ، افسوس کہ آپ نے اول تو تقلید جنھیں کو ایسا چھوڑا کہ سب مذہب بجا سب پر مل روا، آخر میں پکڑا تو ایسا پکڑا کہ امام کا ابداع متروک و مہجور، اور عقیدہ پانی پت کی پت رکھنی ضرور، اس شتر گردی کی کیا سند، خلعت علی اکامہ و بکلت عن النقد (شیر پر نہ کیا، اور بکری کے ڈر سے چٹاب آگیا۔) خیر انھوں نے تو سب دھلی بکڑی، قاری صاحب پر ڈھال کر ان کی ڈھال پکڑی۔ قاری صاحب کی نینے ترانے سے بہت کچھ کہنا ہے۔

یہ کہ وہ بھی کوئی سند نہ لائے، ایک کتاب کی عبارت بھی نہ دکھائے، اور ماقبل جانتا ہے کہ محل فتویٰ میں ادعائے دلیل، دلیل و دلیل۔

دوم سند دکھانا کہاں کا خوب جانتے تھے کہ یہ مجھے خلافت مذہب کے، لہذا وہ راہ چلے کہ اتباع مذہب کا جملہ ای نہ رہے، اتنی عمر آئی غیر عقیدوں سے معرض ہیں، ترک تقلید پر معترض ہیں، انھیں گمراہ و مفسد بتایا کرتے ہیں، تحریر و تقریر اعلیٰ کٹی ستیا کرتے ہیں، اب کہ اپنا اجتہاد دکھایا، وہ کچھ فرمایا کہ انھیں بھی شرمایا، بعد صحبت روایت کسی مذہب کی کیا حاجت، حل بالحدیث ہی حلیۃ اصناف ہے، جب حدیث صحیح ہو پھر کیا خلافت ہے، فہو حدیثی حدیث صحیح ہی میرا مذہب ہے۔ ت، خود قول احناف ہے، زمانہ قراء زمانہ اجتہاد و حل بالسنہ گزرا، تخصیص دلیل ہے کہ جب وہ تقلید آیا محل بالسنہ نے منہ چھپایا، حالانکہ تقلید ائمہ ہی حل بالسنہ ہے اس کا خلافت صریح فقرہ ہے

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

سوم اذا صح الحديث تو نسس لیا مکرر صحت فقہ و صحت حدیث میں فرق نہ کیا، خاص اس باب میں فقیر کا رسالہ النص الموهبی فی معنی اذا صح الحديث فیہو منہی مطالعہ کیجئے کہ مطلب کیجئے۔ شک و شبہ کی غلطی دھلتی۔

چہارم اگر تلقی و القائے بیرون نماز میں صحت روایت جہر مراد، چشم مار و شن دل ماسدا، اس سے تراویح پر حکم شرط اعتقاد، اور اگر خود مطلق نماز یا خاص تراویح میں روایت جہر کی صحت مقصود تو ممنوع و مردود، افادہ ۴۱۲ یاد کیجئے اور خدا انصاف سے اذا صح الحديث سے اپنے عکس مراد کا فردہ لیجئے کہ حدیث صحیح ہمارے ہی ساتھ اور خصوص تراویح میں تو آپ ایک دست خالی ہاتھ۔

پنجم مذہب کو دخل نہ ہونے کی بھی ایک ہی کہی بجز کسی روایت صحیحہ کا وجود، مسئلہ کو جہتہ فیہا نہ رکھے یہ تو بدیہہ مردود و کتب مطلقہ خلاف یہ کہتے ہزاروں مسائل اجتہادیہ میں ہر فرقہ یا ایک ہی کے پاس ایک یا چند روایات صحیحہ موجود، ہاں نص قطعی مشہور متواتر دکھائے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جہر ہے یا ختم تراویح میں ہر سورت پر اس کا جہر جائز ہے تو یہ کہنا ٹھکانے سے ہوتا کہ مذہب مسائل اجتہادیہ میں ہر مذہب نے نقل و قول میں اور یہ اس کی قدرت نہیں تو محض زبانی اوجہاتوں سے مذہب خصیرو ہو جاتے ماسیہ ہوس ہی ہوس ہے۔

ششم جزیئہ جمیع سور میں اختلاف اللہ قرأت آپ نے کہیں دیکھی یا محض طبعی جودت، افادہ ۴۱۳ ملاحظہ ہو کہ ماورائے فاتحہ میں قول جزیئہ حادث وہی اصل ہے، افادہ ۵ معلوم ہو کہ سورہ بقرہ سے سورہ ناس تک بسم اللہ باتفاق قرأت سورت سے خارج امارت فصل ہے۔

ہفتم ایک سو چودہ آیتوں کی کمی کس حساب سے جی، قرآن عظیم میں کل سورتیں اسی قدر ہیں اور برات میں بالاجماع بسم اللہ نہیں تو بسا اہل اوائل ایک سورتہ ہی رہیں، حفاظ بالاتفاق ایک بار جہر کے حامل، تو آپ کے طور پر بھی صرف ایک سو بارہ ہی کا نقصان حاصل، چودہ کس گھر سے آئیں، کیا خذ و خلع بھی دو سورتیں شمار فرمائیں، بانظر میں کوئی جاہل حافظ مطلقاً تارک جہری سہی تاہر کیا برات مستثنیٰ ہو کر بھی گنتی چودہ کی چودہ ہی رہی، اس سے تو زید بیچارہ آپ کا مقلد ہی اچھا رہا جس نے کہیں کہیں اپنے خیالی سے تیرہ کہا۔

ہشتم یہ تو اہل ابواہل باطنی کی خوب ہی عایتیں قرأتیں امر منقول ہے نہ اجتہادی ہاں اس میں کسی بد مذہب کا خلاف نہیں، سبحان اللہ مگر گمراہوں کا خلاف فروعات طغیہ اجتہادیہ سے مخصوص یا وہ اشقیاء صریحاً بد مذہب منکر صدق و نصرا صریحاً یا عقری کا نک لاتی ماری ماعلیٰ لسانک بیجہری سے فانیست لا قدری (افسوس ہے اسے استاد معلوم ہوتا ہے تجھے سمجھ نہیں جو تیری زبان پر جاتی، پس اگر تو سمجھ نہیں رکھتا قرأت

امت (یہ امت دوسری امت سے بڑی۔ ت) کلام اللہ نہیں اس میں تحریف ہوئی اللہ تعالیٰ نے یوں اتارا تھا
 ائمة ہی انہی کی من ائمتکم (یہ ائمہ تمہارے ائمہ سے زیادہ پاکیزہ۔ ت) یہیں شاہ صاحب نے ان
 ملائمہ کا زعم نقل فرمایا کہ:

لفظ و یلک قبل از لا تحزن ان الله معنا نیز
 ساقط کردہ اند و لفظ عن ولایت علی بعد از
 آیت وقفوہم انہم مسئولون و یملکہ
 بنو امیہ بعد خیر من الف شہر و بعلی بن
 ابی طالب بعد و کفی اللہ المؤمنین القتال
 و آل محمد ازین لفظ و سیعلم الذین ظلموا
 آل محمد منقلب ینقلبون و لفظ علی بعد از
 و کل قوم ہاد ، و ذکر کل ذلک ابن شہر
 آشوب العاصم ندرا فی کتاب المصاب لہ و
 علی ہذا القیاس کلمات بسیار و آیات بے شمار را
 کردہ اند بلخصاً

مختصر یہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کو ظالموں کے بارے میں ظاہر فرمائے گا کے بعد آل محمد پر ظلم کرنے والے بڑھا
 دیا۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی کے بعد لفظ "علی" بڑھا دیا۔ یہ سب کچھ ابن شہر آشوب العاصم ندرا فی کتاب
 "المصاب" میں ذکر کیا، اور اسی طرح انہوں نے بہت سے کلمات اور بہت سی آیات بڑھا دیں۔ (ت)
 نیز کلینی نے امام جعفر صادق سے روایت کی انہوں نے امت ہی اسماء کی جگہ ائمة ہی انہی کی پڑھا۔
 راوی کہتا ہے میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں کیا ائمة ہے، فرمایا ہاں خدا کی قسم، میں نے کہا لوگ تو
 اسماء پڑھتے ہیں، عسارت سے ہاتھ جھٹک کر فرمایا اسماء کی۔

و ہم آپ کے زعم میں ہم اللہ شریف کا جزم ہر شہرت ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت صحیح ہو چکا

۱۳۰	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	۱۳۱	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"	"
-----	--------------------------	-----	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---

اور آپ تصریح کرتے ہیں کہ باتفاق مذاہب اربعہ یہاں صرف صحیح روایت پر مدار ہے، ائمہ حنفیہ کا حال تو افادہ ۸ میں ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے کیرنگر آپ کے اس مدار کا مدار نکالا، مالکیہ سے فرجئے وہ کیا فرماتے ہیں ہمارے یہاں تو باوصف چہر سوراخا ہی کا حکم تھا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مشہور یہ کہ فرضوں میں بسم اللہ ہرگز پڑھے ہی نہیں، نہ آواز سے نہ آہستہ، روایت اباحت ضعیف ہے، پڑھے گا تو نماز مکروہ ہوگی، ہاں نفلوں میں اختیار کیا انہیں اپنے شہر مبارک مدینہ طیبہ کے امام قراءت حضرت تاج کا حال معلوم نہ تھا کہ بروایت قانون بسم اللہ پڑھتے ہیں، علامہ زرقانی مالکی شرح موطائے امام مالک میں فرماتے ہیں:

المشہور من مذہب مالک کراہتہا فی
الفرض بلہ

مقدمہ عثمانیہ علامہ عبد الباری منوفی رفاعی مالکی میں ہے،

المشہور فی البسملۃ والتعوذ الکراہۃ فی
الفرض بلہ دون النافلۃ وعن مالک القول
بالاجاہۃ

عمدة القاری میں ہے،

قال ابو عمر قال مالک لا تقر البسملۃ فی الفرض
سواء لاجہر أو فی النافلۃ ان شاء فعل وامن
شأن ترک بلہ

ذرا اس تقریب کو بھی اپنے مدار سے تطبیق دیجئے۔

یا زوہم تا شائز و ہم تقریر شریف میں یہ فقرات عجیب ہیں کہ زمانہ قراء سبعہ زمانہ اجتہاد تھا
زمانہ تابعین تھا ائمہ مذہب تا زمانہ قراء متماثل الیہ و معصوم نہ تھے بلکہ بعد قراء کے تھے قراء کا مذہب پوچھنا عجیب
ہے، ان فقرات کو مقصود میں بھی کچھ دخل ہے یا راستے بیت ہیں جب آپ کے نزدیک اس مسئلے میں مذہب کو اصلاً
دخل ہی نہیں تو زمانہ قراء زمانہ اجتہاد ہو یا عصر تقلید، تہذیب تابعین ہو یا وقت جدید، ائمہ مذہب اس وقت

سہ شرح الزرقانی علی الموطا

سہ المقدّمۃ فی الفروع المالکیہ للشامی

سہ عمدة القاری شرح بخاری باب ما یقول بعد التکبیر حدیث ۱۳۱ مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ بیروت ۵/ ۲۸۴

محتاج الیہم ہوں یا بیکار، معدودے چند ہوں یا بے شمار، قراءتے ساتی ہوں یا لائق، قاری مجتہد ہوں یا مقلد، ان امور سے علاقہ ہی کیا رہا اور ان کے خلاف بھی ماننے تو قناعات کیا، قوتائے ساتی میں اس سے پہلے میں چار سطر کی تقریر اس کے متعلق کہ زمانہ تیس تا پچیس و محدثین تک چار میں عصر مذہب نہ تھا مجتہدین بکثرت تھے جب اور مذہب مند رہیں ہو گئے مذہب اہل حق ان چار میں محصور ہو گیا، اور بھی ہے کہ وہ بھی محل سے یوں ہی بیگانہ و اجنبی ہے۔

ہم مذہب ہم ثبوت تو دیکھتے کہ قراءتے سب سب مجتہد مطلق تھے اگر مجتہد فی الذہب بھی ہوئے تو مذہب پر چھنا کیوں حماقت ہونے لگا۔

یہ سچہ ہم اُس زمانہ میں عدم عصر و کثرت مجتہدین مسلم مگر کیا اُس وقت کا ہر فرد بشر یا ہر عالم اگرچہ کسی فن کا ہر فقیہ و مجتہد تھا اس کا تو زعم نہ کرے گا مگر سخت حق جاہل یا انتساب کو عام نہ تھا اصلاً نہ تھا اس کا بھی مدعی نہ ہو گا مگر بے خبر غافل۔ کیا امام ابو یوسف امام محمد وغیرہا حنفیہ اور امام اشعری و امام قاسم وغیرہا مالکیہ میں معدود نہیں دکتب طبقات ملاحظہ ہوں) اور جب یقیناً قطعاً تقلید بھی تھی اختصاص بھی تھا تو اس وقت کے قاریوں کا مذہب پر چھنا کیوں حق ہوا۔

نور دوم در فن تاریخ ہم کمالے دارند در فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ تہذیب مذہب بعد قراءت کے تھے شہب جانے ویسے بدوری میں کلام کیے سات میں چار ہمارے امام سے وفات متاخر ہیں، امام ابو عمرو بن العلاء بصری نے ۱۵۵ یا ۱۵۷ھ، امام حمزہ زہدیت نے ۱۵۳ یا ۱۵۶ یا ۱۵۸ھ، امام تاجی مدنی نے ۱۶۹ھ، امام مسلم کسائی نے ۱۸۹ھ، امام الائمہ ابو حنیفہ نے ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پورے امام کسائی تو ہمارے امام سے چالیس پچاس برس چھوٹے ہیں، امام کی ولادت ۸۰ یا ۸۵ھ میں ہے اور ان کی ۱۱۹ھ میں۔ یہ ہمارے امام کے صاحب صغیر سیدنا امام محمد کے اقربا سے ہیں، وہ دونوں صاحبوں نے ایک ہی سال انتقال فرمایا جس پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا تھا میں نے اسے میں فقہ و ادب و دونوں دفن کر دئے، اب کون جاہل کہے گا کہ امام غلام امام محمد کے بعد ہوئے ہیں۔

بستم مذہب محتاج الیہ و محصور نہ تھے یہ خاص ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا یا مطلق اول تو بدلتہ عقل سے مطلق چار کبھی بھی نا محصور نہیں ہو سکتے اور ثانی اس سے بڑھ کر شیعہ و باطل، زمانہ صحابہ سے آج تک کوئی وقت ایسا نہ گزرا کہ ائمہ کی طرف احتیاج نہ ہو ہر زمانے میں مقلدین کا عدد مجتہدین سے بدرجہا زائد رہا ہے

عکس بلکہ ایک قول میں ولادت امام ۶۱ھ ہے کما فی و فیات الاعیان (جیسا کہ و فیات الاعیان میں ہے۔ تہذیب یوں تقریباً ۶۰ برس چھوٹے ہوں گے ۱۲۰ھ)

قرآن سے بے نیازی کیونکر ممکن بلکہ علما کی طرف حاجت و جنت میں بھی بڑی علامت و ہاں احکام تکلفی نہیں، حدیث میں ہے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان اهل الجنة يحتاجون الى العلماء في الجنة
 وذلك انهم يزورون الله تعالى في كل جمعة
 فيقول لهم تمنوا على ما شئتم فيلتم فتوت الى
 العلماء فيقولون ماذا نتمنى فيقولون تمنوا
 عليه كذا وكذا فهم يحتاجون اليهم في الجنة
 كما يحتاجون اليهم في الدنيا۔ مروا ابن عساکر
 عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما۔

بے شک اہل جنت جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے
 یوں کہ ہر جمعہ کو انھیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا
 مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا جو جی میں آئے مجھ سے
 مانگو (اب جنت سے مکان میں جا کر کون سی حاجت
 باقی ہے کچھ کچھ میں نہ آئے گا کیا مانگیں) علما کی طرف
 منہ کر کے کہیں گے ہم کیا تمنا کریں، وہ فرمائیں گے اپنے
 رب سے یہ مانگو تو لوگ جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے۔
 اس کو ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 ذکر کیا۔

اللهم اني اسألك بعلماء امّة جيبك محمد
 صلى الله تعالى عليه وسلم ان ترحمنا بهم
 في الدنيا والآخرة وترزقنا بحاجتهم
 عندك العلم النافع والقلب الخاشع والعفو
 والعافية والمغفرة وصلى وسلم وبارك على
 سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه أجمعين
 والحمد لله رب العالمين۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے جیب پاک صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے علماء کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو ہم پر
 ان کے وسیلے سے دنیا و آخرت میں رحم فرما اور ان کو جو چیز
 و کرامت تیرے ہاں حاصل ہے اس کی برکت سے ہمیں
 نافع علم، خشوع والادب، عافیت اور مغفرت
 عنایت فرما اور درود و سلام اور برکت ہمارے آقا و
 مولیٰ محمد اور ان کی آل اور صحابہ پر فرما، آمین واللہ شہ
 رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

لے الجامع الصغير بحوالہ ابن عساکر حدیث ۲۲۳۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۶۵/۱
 لے تہذیب تاریخ ابن عساکر زیر عنوان صفوان ثقفی احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۰/۶
 مختصر تاریخ ابن عساکر ۔ ۔ ۔ دارالمنکر بیروت ۹۹/۱۱